

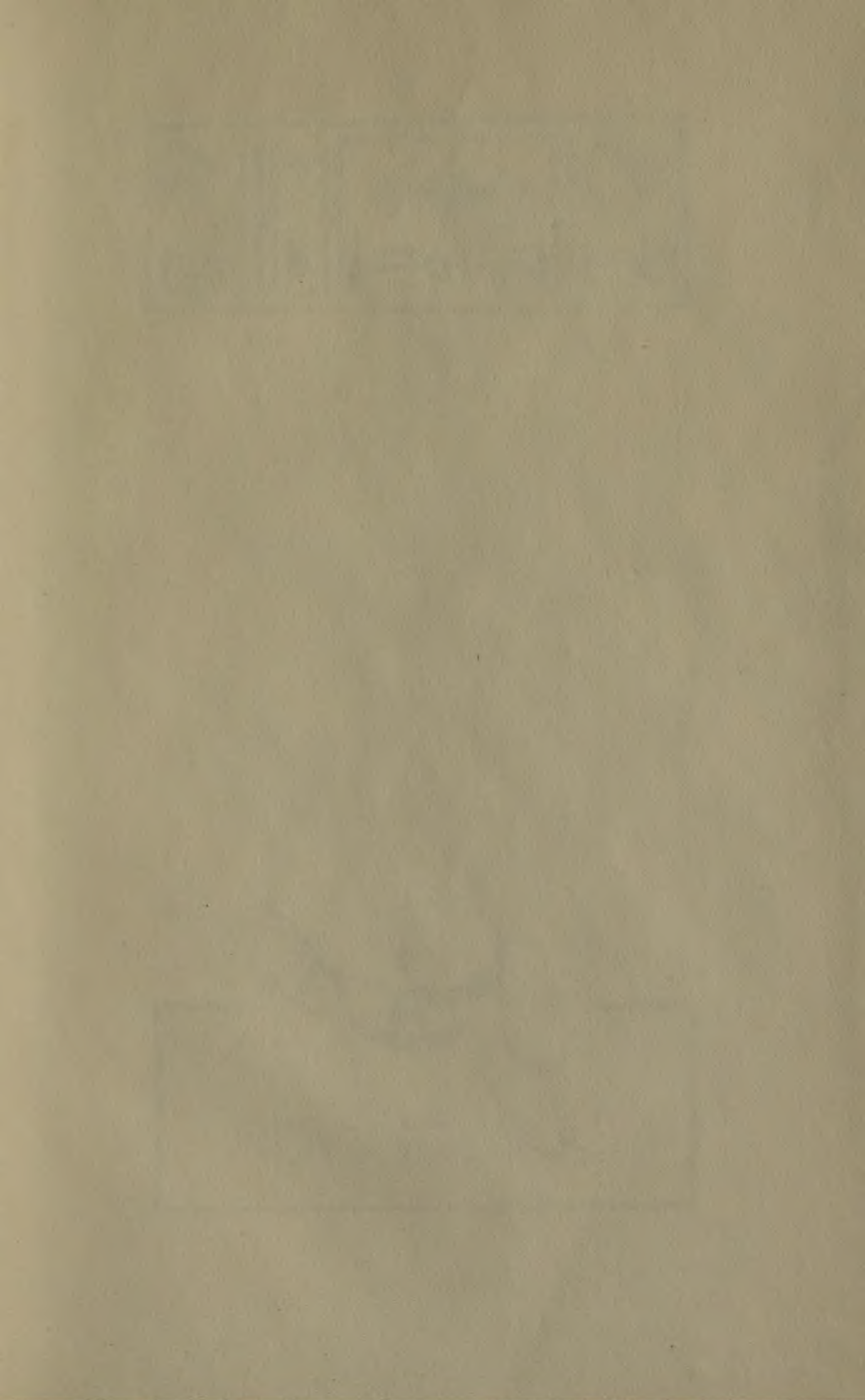




مجلد  
مبشر

احوال و آثار شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ







# ہفت محفل

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مطبوعہ اور نہایت ملفوظات کی عبارت اولین

ترتیب تالیف  
سید محمد باقر بن شاہ ابوالمعالی

تحقیق و ترجمہ  
دکٹر ظہیر الدین احمد

طالعہ طیبہ ۱۰۱۰

اسلامک بک فاؤنڈیشن

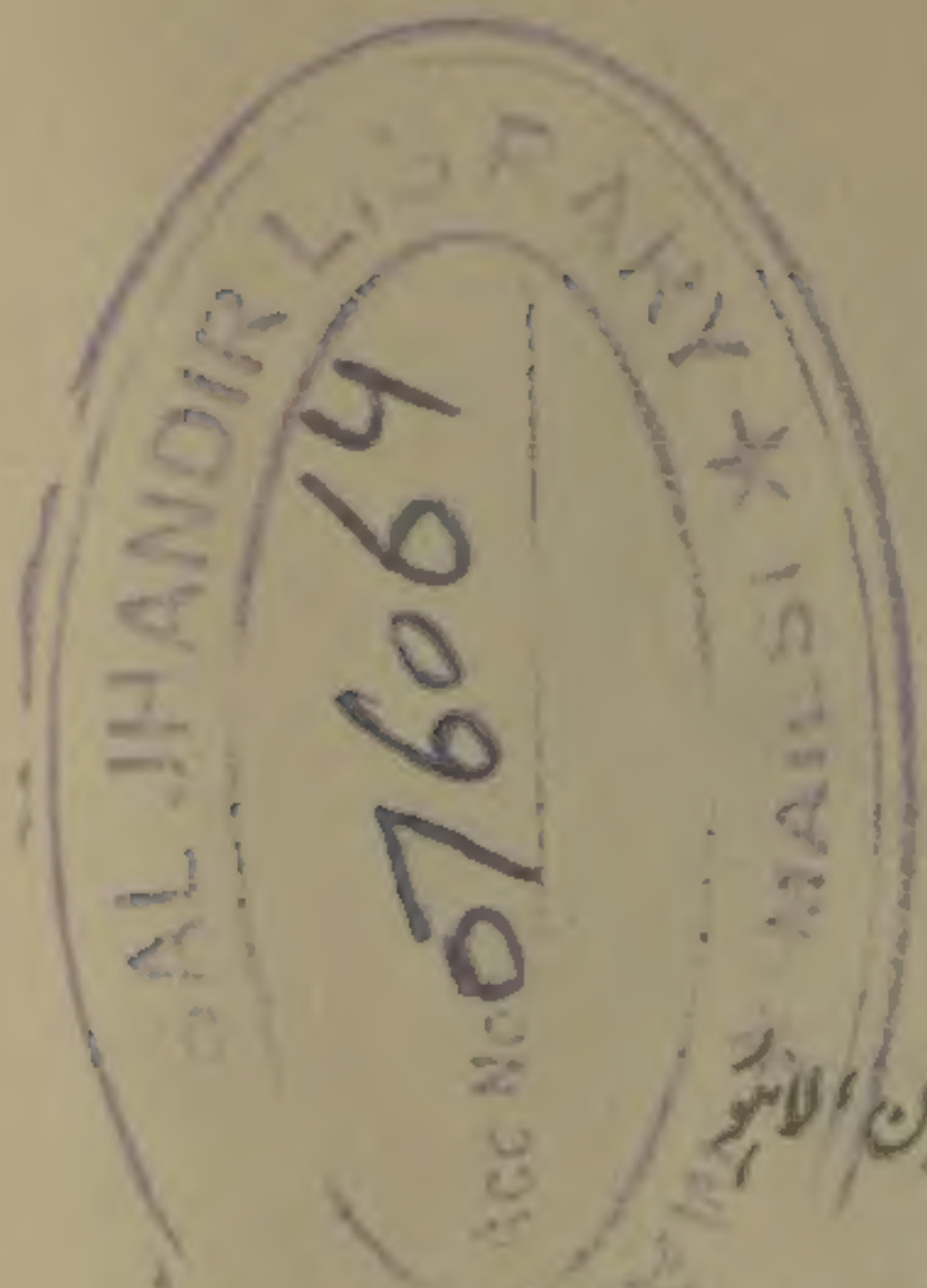
مؤسسہ انتشارات اسلامی

۲۴۹ - این سمن آباد ○ لاہور



فون ۲۱۵۲۴۴





سلسلہ مطبوعات نمبر: ۲۴

مجلد حقوق بحق اسلامک بک فاؤنڈیشن محفوظ ہیں



ناشر \_\_\_\_\_ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

طابع \_\_\_\_\_ مکتبہ جدید پریس، لاہور

تقسیم کار \_\_\_\_\_ المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور

سال اشاعت \_\_\_\_\_ سنہ ۱۴۰۰ھ ○ سنہ ۱۹۸۰ء

تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار

قیمت \_\_\_\_\_ مجلد: -/۲۵ روپے

Rs 4.00



TECHNICAL SUPPORT BY



بسی واہتم:

محمد ارشد قریشی (الاعجاز)

CHUGHTAI PUBLIC LIBRARY

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیہ)

اعزازی ڈائریکٹر: اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹-این سین آباد - لاہور ○ فون ۴۱۵۲۴۰

Masood Faisal Jhandir Library

واحد تقسیم کار: المعارف "گنج بخش روڈ، لاہور"



# ترتیب

پیش لفظ - - - - - ۶

احوال و آثار شاہ ابوالمعالی - - - ۹

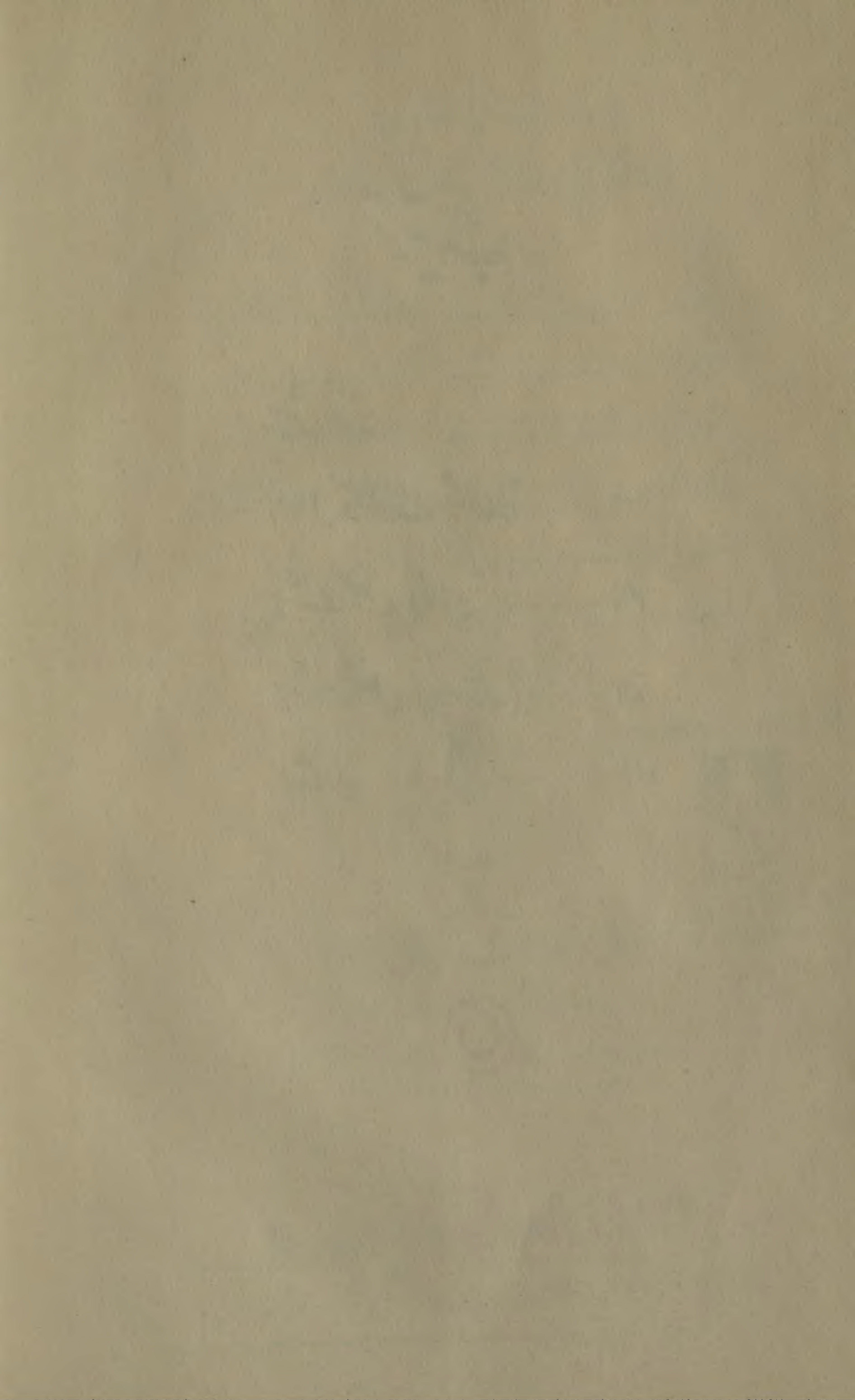
ہشت محفل (فارسی متن) - - - ۴۹

ہشت محفل (اردو ترجمہ) - - - ۷۹

اشاریہ - - - - - ۱۱۷









بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

یہ رسالہ شاہ ابوالمعالی کی زندگی کے آٹھ دنوں یا آٹھ محفلوں کی روداد ہے جو ان کے بیٹے سید محمد باقرؒ نے مرتب کی ہے پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ شیرانی میں شمارہ ۲۷۴۰ پر اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اس کے پہلے ایک دو ورق کم ہیں۔ اس لیے متعین نہیں ہو سکا کہ اس میں کس سال کے رمضان کی آٹھ محفلوں کا ذکر ہے۔ مذکورہ نسخہ ۱۸۸۵ء کا لکھا ہوا ہے اور کافی کرم خوردہ ہے۔ خطِ رواں مستعین ہے۔ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ اب زدہ ہونے کی وجہ سے داغ آلود ہے۔ ہر صفحے میں ۷۱ سطریں ہیں اور ہر سطر میں تقریباً ۱۰ لفظ۔ ابھی تک اس کے کسی دوسرے نسخے کا سراغ نہیں ملا۔

اس کتابچے کی یادداشتوں کو ملفوظات ابوالمعالی کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ یادداشتوں کے مرتب ان کے فرزند محمد باقرؒ ہیں جو شاہ صاحب کو بہت عزیز تھے۔ چنانچہ انہی ملفوظات میں ان کے بارے میں یہ شعر ملتا ہے۔

بود معمور فیض لایزال محمد باقر ابن ابوالمعالی !

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

”سید محمد باقر فرزند مقبول الیثانست در عایتی خاص بروی داند“

ان کی طرز نگارش سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں استعداد موجود تھی۔ تبھی تو وہ اپنے والد محترم کی محفلوں میں حاضر رہتے تھے اور ان کے ارشادات سے فیض یاب ہوتے تھے۔



ان ملفوظات سے شاہ ابوالمعالیؒ کے علم و فضل ذوق شعر اور کمالاتِ معنوی پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ اکثر مصاحبین اور شرکائے محفل کے سامنے اپنے مرشدِ عالی حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے فرمودات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین نے اپنی وفات کے قریب اپنے فرزند ارجمند سید عبدالوہاب کو جو نصیحت کی وہ توحید و توکل اور استعانت باللہ کے بلند مقام کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

مولف کا بیان ہے کہ شاہ صاحب اپنے نورِ باطن سے حاضر و مخاطب کے دل کی بات معلوم کر لیتے ہیں۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کتاب میں مذکورہ واقعات سے ظاہر ہے کہ اگر انہوں نے کسی کے حق میں دعا کی تو وہ مقبول ہوئی۔ ان کی پیش گوئیاں بھی سچ ثابت ہوتی تھیں۔

ان ملفوظات کا علمی پہلو بھی اہم ہے۔ مولف نے معرفت و حقیقت کے بعض نکات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ایک محفل میں سلسلہ قادریہ میں مرید ہونے کے آداب بیان کیے ہیں اور ساتھ ہی مرید بنانے کے سلسلے میں مرشد پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگرچہ یہ مختصر رسالہ ہے لیکن اس میں ظاہر و باطن کو بنانے اور سنوارنے کے لیے بہت سی مفید باتیں ہیں۔ اس لیے ہم نے متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا ہے تاکہ خواہم بھی مستفید ہو سکیں۔

اسلامک بک فاؤنڈیشن نے پنجاب کے صوفیہ اور صوفی ادب پرستند علمی اور تحقیقی کتابوں کی اشاعت کا جو مہتمم باشندان کام شروع کیا ہے، ہشت محفل کی اشاعت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اُمید ہے دینی اور علمی حلقے فاؤنڈیشن کی سابقہ کتابوں کی طرح اس کاوش کو بھی پھیرائی بخشیں گے۔

ڈاکٹر ظہور الدین احمد

طاہر کمال اللہ



أحوال وآثار

سُئِلَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَرْقِبٌ  
وَكَيْفَ ظَهَرَ الدِّينُ أَحْمَدُ







پیر نامم ابوالمعالی کرد۔

لے مت۔ ست روئی، جیدہائی، روزگار و پنجاب یونیورسٹی۔ بہرہ ریزی سے

۱۔ گزشتہ دو نمبروں میں مرقیہ ۱۰۴ — ۱۳۰ء میں سید روئے کے والد کا نام شیخ فیض اللہ لکھا ہے جو غلط ہے۔

۳۰ منتخب استوارین ایکٹ، ۱۹۰۷ء

(۱) در برابر هر یک از اینها



شیر گڑھ میں جا بسے۔ مقاماتِ داؤدی میں ذکر ہے کہ سید فتح اللہ داؤد جالی سے اٹھ کر تگرہ (ضلع سیالکوٹ) میں آگئے۔ سید داؤد کا مزار شیر گڑھ میں ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ تگرہ میں سید داؤد کو چینی وال لکھا ہے۔ اصل میں یہ چینی وال ہے یعنی چوٹی وال۔ بعض سوانح نگاروں نے چینی وال کو ہی ایک جگہ سمجھ لیا ہے۔

شاہ ابوالمعالی شیر گڑھ میں ۱۰۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بدایونی نے "ابوالمعالی حق پرست" اور گدائے کشمیر داؤد تائیکرخ ولادت نکالی ہے۔ بادشاہ نامہ عبدالحمید لاہوری میں طبعاً کلمہ "جلد اول حصہ دوم صفحہ ۱۰۲۹، ۱۰۳۰" پر شاہ ابوالمعالی کے متعلق لکھا ہے کہ "مولد و نشانہ قصبہ مجیرہ است از پرگنات دار السلطنت لاہور در خدمت میاں میر ترک و بجز یہ اختیار نمود۔ سید عبدالحمید مصنف تائیکرخ لاہور نے اسی تائیکرخ کے حوالے سے شاہ ابوالمعالی کی جائے ولادت مجیرہ نامی ہے جو غلط ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور ابوالمعالی ہوں گے۔ کیونکہ عبدالحمید لاہوری ۱۰۹۲ھ میں وفات پا گئے اور انہوں نے شاہ ابوالمعالی کے متعلق لکھا ہے کہ :

"از اہل و عیال گنجہ اکنون شغلی کہ ازاں را نوردی بیدامی یقین فرا گرفتہ مشغول است۔"

گویا تالیف بادشاہ نامہ کے وقت ابوالمعالی زندہ تھے۔ حالانکہ شاہ ابوالمعالی ۱۰۹۲ھ میں وفات پا چکے تھے۔

پانچویں پشت تک شاہ ابوالمعالی کا نسب نامہ یوں ہے :

سید تقی الدین احمد

صفا الدین احمد





سرخسٹہ

کاظم علی

میرزا شہزاد

ابوالحسن و محمد شہید

سید محمد مبارک

سید احمد

سید الداد

سید محمد ہارون

سید فتح اللہ

خونہ بی بی

سید جلال الدین

سید داؤد

سید رحمت اللہ

فاطمہ

## شاہ ابوالمعالیؒ

شاہ ابوالمعالیؒ نے شیر گڑھی میں اپنے والد اور چچا سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور اپنے چچا سید داؤد کے زیر ہدایت روحانیت کے مقامات طے کیے۔ انہوں نے شاہ ابوالمعالیؒ کو اپنے ایک مرید خاص شیخ عبد اللہ اب کے سپرد بھی کیا تاکہ وہ ان کو صوفیہ کے آداب سلوک و طریقت سکھائیں۔ انہوں نے خوب ریاضت کی۔ وہ صوم وصال صحرا میں گزارتے۔ نیلوفر کے بنسپے کا کہ روزہ افطار کرتے اور اکثر روزہ بطنی اور بھین تک پہنچاتے۔ اس طرح وہ ہر شد کی نظریں مقبول ہوئے اور ششہ میں ان کی وفات پر ان کے خلیفہ نامزد ہوئے۔ تحفہ معالیہ میں لکھا ہے کہ وہ انتیس سال تک دیں رہے۔ پھر اپنے پیر کے روحانی ارشاد پر خلافت ان کے بیٹے شیخ عبداللہ کے حوالے کی اور خود ۱۰۱۱ھ یعنی ۱۵ سال کی عمر میں لاہور روانہ ہوئے اور ۱۰۲۲ھ یعنی ۲۶ سال وفات تک یہیں رہے۔ یہ سب مقامات راوی مولفہ ۱۰۵۰ھ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ششہ سے لاہور میں مستقل حکومت اختیار کر لی لیکن اس تاریخ سے پہلے بھی لاہور میں ان کی موجودگی کی اندازہ ملتی ہے انہوں

۱۔ مقامات داؤدی، پنجاب یونیورسٹی رولڈ گران ۲۲۳

۲۔ ایضاً ص ۲۶۶

۳۔ تحفہ معالیہ ص ۱۴



نے شیخ مبارک کی وفات پر فنی کو تفریق نامہ لکھا اور اپنی معذوری کا ذکر کر کے اپنے بیٹے صادق کو فاتحہ کے لیے بھیجا وہ خط یہ ہے :

”بسی در خود و لائق بود کہ پہل افکار و چشم اشکبار انہما بہ ہم پائی در اندوہ شمرہ  
جدائی لبرعت واضطراب بجا آوردی شرواز بہت مذہبی کہ بود اندر یافت  
سعادت حضور ماندہ العذر عند الکریم مذہور و مقبول و مأمول است و فرزندار جہند  
محمد صادق از برای ابلاغ فاتحہ مفتوح البواب قربت و دعای مزید حیات لوانی بجنست  
متوجہ گشت تا بشراف ملازمت الشرف یافتہ و یریں حادثہ خون انگیز و اقمہ درد آمیز  
بہل زمان ہم رنگی و ہم آہنگی فقرا باز نماید“

خزینۃ الصغیر میں لکھا ہے کہ جب و شیر گڑھ سے لاہور آ رہے تھے تو انہوں نے راستے  
میں کئی مقامات پر کنوئیں تالاب اور باغ بنائے جو شاہ ابوالمعالی کی جبکہ شہر ہوئے معاصر اور  
قریب العصر تاریخوں میں ان عمارتوں کا کوئی ذکر نہیں۔

کنوئیں باغ اور تالاب بنانے میں کافی وقت محنت اور دولت چاہیے۔ ایک درویش  
بے نواسے کہاں توقع رکھی جاسکتی ہے اور پھر کنوئیں تالاب اور باغ کو جبکہ کیسے کہا جاسکتا  
ہے جبکہ گاؤں یا ڈیرہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ضلع ملتان میں اب بھی کئی گاؤں جبکہ کے نام سے مشہور  
ہیں مثلاً جبکہ حاجی، جبکہ سہالہ۔

شیر گڑھ چھوڑنے سے پہلے وہ ایک مرتبہ دلی گئے تھے۔ وہ ایک مرتبہ ٹٹہ بھی گئے تھے۔  
جہاں بابا شاہ غریبازی سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

۱۔ مقامات داؤدی ص ۲۸۶

۲۔ خزینۃ الصغیر غلام سرور، ج ۱، ص ۱۲۱، ص ۱۲۲

۳۔ ڈسٹرکٹ سنسر پورٹ ۱۹۶۷ء، ملتان، ۸۴ - ۷

۴۔ مقامات داؤدی ص ۲۸۶



ہشت نسل امین مملوکات شاہ ابوالمعالی مرتبہ سیدہ باقر کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ  
شاہ صاحب کی فقیر مری درویشی، پاک بینی اور دیرینہ دینی کے بہت چرچے ہوئے۔ چنانچہ لوگ دور دراز  
سے فیض پانے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے مرید بنتے۔

## شیخ عبداللہ اور شاہ ابوالمعالی

شیخ عبداللہ دہلوی جو خود عالم فہرست شاعر اور صوفی تھے۔ شاہ ابوالمعالی سے والہانہ عقیدت  
رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک جگہ ان کے متعلق لکھا ہے :

”اسد الدین شاہ ابوالمعالی کہ پیشہ جہالت و سوزنگ ایوان قدرت و ازل  
والہاں آگاہ و عاشقان درگاہ قادر یہ است۔“

انباء الاخبار میں لکھتے ہیں :

ابوالمعالی بغایت مناسبت عالی قدر تعالیٰ دار و دیار امت و مباحثہ  
بیکشور و قبول تمام یافتہ و حسن مقال شمیم صحت حال ساختہ اشتیاق ملازمت او  
بسیار است۔ انشاء اللہ علیہ کریم۔“

انہوں نے شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں جو مضمون رقمہ کیا سب اس سے ان کی عقیدت و  
شیفتگی کا عالم ہوتا ہے۔ یہ نظم بھی مضمون رکھنے کے قابل ہے۔

”قدیم حضرت شیخ عبداللہ دہلوی قدس سرہ بزبان ہدایت دار شاہ آب زہدۃ الواصلین  
قدوۃ السالکین حضرت شاہ ابوالمعالی قدس سرہ العزیز انیس۔“

اسے باد صبا بہ نیک نال رو برو در شاہ ابوالمعالی

۱۔ شریعت فخرنا فیہ، نو کشور، ۱۳۲۵ء، ص ۲۵

۲۔ اخبار الاخبار، دہلی، ۱۳۳۸ء

۳۔ مقامات وادوی، مخطوطہ، ۱۳۴۰ء، ص ۱۳



آن شاه سر بر علم و عرفان  
 بر عباده عارفان آگاه  
 گر زانکه ره محال یابی  
 از بنده بومی دعا رسانی  
 ختم از وحدت اشتیاقی  
 گوشه تو از حد فروست  
 مشتاق جمال تست حتی  
 علمیت که با تو ای یگانه  
 همواره در انتظار آنم  
 در سخت مدد کند بیایم  
 تن اگر چه از خدمت تو دور است  
 این نسبت ما که هست جانی  
 تشنه لبان یک زلالیم  
 ماره روان یک دیاریم  
 افتاده بنحاک یک جنابیم  
 آشفته ز ذوق یک نوایم  
 خمیازه کشان یک غماریم  
 فیضات من گدا که باشم  
 با تو که بسجای خواجه باشی  
 یک خواجه و صد هزار بنده  
 یک شاهد و صد هزار مفتون  
 سر حلقه اهل ذوق و جودان  
 مقبول ازل عزیز درگاه  
 ره در حسیم وصال یابی  
 با هر ادبی که می توانی  
 من بعد شکایت الفراق  
 از حیل گفت و گو برون است  
 جویان جمال تست حتی  
 می بازم عشق غائبانه  
 ناقصه ذوق بر تو خوانم  
 چشمم بجمال تو کشایم  
 جان که همیشه در حضور است  
 سر رشته کجاست هم تو دانی  
 نظار گیان یک حمایلیم  
 دلاوه عشق یک نگاریم  
 سرست ز بومی یک شرابیم  
 هر چند تو شاه ما گدایم  
 دل سوختگان یک شراریم  
 لاف زخم که خواجه تاشم  
 چهل لاف زخم از خواجه تاشی  
 یک شاه و صد هزار مرغلند  
 یک لیلی و صد هزار مجنون



یک حسن نظر کی زحد پیش      از تیر نگاہ ہریکی ریش  
 برسوی دل از دست دادہ      از راہ شکستگی فتادہ  
 تاسوی کہ چشم بر کشاید      بر روی مراد در کشاید  
 ہر چند بلند و مانع و نیم      ہر طور کہ ہستیم از ان ادیم  
 نظر کی جمال پیریم      ہر چند ہرست ہستیم پیریم  
 آلودہ ز پای تابغر قسیم      در بحر ولای دوست غرقیم  
 از خم شکنان بادہ عشق      وزرہ روان جادہ عشق  
 داریم امید آنکہ گاہی      بہر جانب یافتہ ز گاہی  
 یک جرعہ سنجاک ما بریزد      بر ما بستیزہ بر نخیزد  
 من بندہ این درست کیشان      جان و دل من فدای ایشان

انہوں نے اپنے بیٹے کے نام ایک خط میں اپنے اہل بیت سے اور شہاد الہیہ العالی سے  
 ملاقات کرنے کا حال لکھا ہے اور ان کے متعلق اپنے تاثرات قلم فرمائیے ہیں۔ ایک دفعہ  
 شاہ صاحب بیمار ہو گئے اور شیخ صاحب ان کی ملاقات کے لیے بیتاب ہوئے لیکن  
 چونکہ ان کو حکم تھا کہ وہ :

"بجنب و از زاویہ از و رہائی مبروں نہ نہر و از و ریش و توانگر و نوش و بیکہ  
 و مہرہ و زہرہ جی کس نہ بنید و از جامی بجای نہ رود"

اس لیے مجبور تھے صحت کی بحالی پر ان کو کھٹکتے ہیں :

"اللہم کہ بفر گذشت حق بل و علی سایہ غایت و جہت ایشان بر فخرانی

این سلسلہ پانچہ دار کہ وسیلہ حل لسی از مشکلات و سبب آسانی و شوار یہا ست"

شیخ صاحب اس میں قیاس سے محنت تعلق و انظر اس میں تھے اور ان کا دل ریب و تشنگ



کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اس لیے ایک مرتبہ شاد صاحب نے انہیں لکھا :

”ہمہ خیر است و خوب خواهد بود رعنایات غوث از غم بشارت رہایی

غم و اندیشہ را بخود راہ ندهند“

ایک مرتبہ شیخ صاحب درد غم و فراق سے مدھال ہوئے تھے چار سب سے بے بہرہ بکران کو کہتے ہیں :

”اندوہ و تنگدلی از حد گذشتہ وقت ادا و اعانت است فریادری مہا باید

کہ دور دہی اغاثہ کبری کہ منتہی جناب حضرت غوث الاعظم است فی باید پوئید و زرد

ارادی در بر کرد و در قالب حقیقت ظہری غوثیہ در آمد و تصرف کرد :۔

دل میرود ز دستم صاحب دل خارا در دا کہ رانہ نہاں خواہ شد آشکارا

فریاد دل غم زدہ را کہ نمکنی گوشش پس پیش کرد دست تو فریاد تو ان کہو“

آخر شیخ عبدالحق اپنی مشکل کشائی کے لیے رہبر پہنچ گئے شاد ابوالمعالی ان دنوں کہیں لاہور

سے باہر گئے ہوئے تھے شیخ صاحب نے ان کی واپسی سے پہلے بزرگوں کے مزارات پر

حاضری دی جب شاد صاحب واپس آئے تو فرمایا کہ ہمیں کچھ دیر باہر رہنا تھا لیکن ہمارے دل

میں ایک جذب کشش پیدا ہوا۔ شاید جذبہ عشق تھا جو ہمیں کشائش کش لے آیا۔ پہلے تو بہت

خفا ہوئے کہ آپ دھلی چھوڑ کر کیوں چلے آئے آپ کے لیے حکم ہے کہ وہیں ٹھہریے۔ شیخ

صاحب نے کہیں حضرت موسیٰ قدس سرہ کی زیارت کو جانا چاہتا تھا اور شیر کوہ میں حضرت امام شہد

کے آستانہ مبارکہ پر حاضر ہونا چاہتا تھا اور اچ ہیں خدمتِ زادوں پر زادوں اور حضرت غوث الاعظم

کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا تھا۔ لیکن حضرت ابوالمعالی نے فرمایا : ہاں جہانے کی ضرورت نہیں تہ

باشماندواز شہادہ نیستند“ بس تم دھلی جاؤ۔ حضرت غوث الاعظم نے تمہارے متعلق یہ جملہ فرمایا ہے :

”حققت حقانیت حق حقت فرادیت حق حق“ پھر فرمایا : ”از تصنیفات شہانہ دین و دنیا

حاصل کردہ ایم حق تعالیٰ شمار آں منتفع گرداند۔ اگرچہ سخنان مردم بسیار خوانند ایم و خوانند فی شہادہ و سخنان

شماراد فقر گوارائی است کہ سخنان مردم دیگر را نیست“



شیخ صاحب اپنے بیٹے کو کہتے ہیں کہ آنحضرت لاہور سے فوراً اُدھلی چلے جاتے پر مصر سے  
مکر میرے نفس بے ثبات میں تردد و تزلزل تھا۔ لیکن جب ان کی طرف سے تالیف و تائید اور تسلی و تثبیت  
ہو رہی تھی اور پھر جب ایسا باکمال شخص غرض محبت و اخلاص سے بے غرض و سبب غرض اتنا کچھ میرے  
لیے پاتا تھا تو کون ایسا سنگدل ہو گا جو نرم نہ ہو جائے۔ ان کی محبت کا اثر جو میرے ظاہر و باطن پر  
پھایا ہوا ہے۔ وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔

وہاں ہوتے وقت شاہ صاحب نے فرمایا :

”لَوْ تَبَيَّنَ بِيَانُ حَضْرَتِ غَوْثِ الْعَظِيمِ دِرَّتْ دَائِدُ دَانِ بِكَيْسِ قَالِحٍ كَنِيْدٍ.....“

ہمہ چیز خواہ شد

پھر فرمایا کہ شرح مشکوٰۃ کو کمال کیجیے۔ انشاء اللہ ایسی کتاب ہوگی کہ اہل عالم اس سے مستفید ہوں  
گے۔ شرح مشکوٰۃ سترہ شت کے درمیان پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاہ  
ابوالعالی کے ساتھ ان کی ملاقات سترہ میں یعنی وفات سے ایک دو سال پہلے ہوئی ہوگی۔  
شاہ ابوالعالی نے ہی ان کو حکم دیا کہ ”فَتَتَّ النَّيْبُ مَصْنَعَهُ غَوْثِ الْعَظِيمِ رَاتِرْ جَرَّابِيْدُ كَرْدُ وَ شَرَحِ  
بَايْدُ نَوَشت و ہم کار مارا باید کرد“

## شَآءُ الْاَبُو الْعَالِي اَوْ رَعِيْدُ الْعَادِرِ الْيُونِي

عبد العادریہ یونی کو بھی تیدا ابو محار سے گہری عقیدت تھی۔ وہ ان کے متعلق لکھتے ہیں :  
”وَرَحِيْبُ رُوِي يَكُنْ زَمَانُ دُرْحَاوَاتِ وَ مَقَامَاتِ فِتْرَةِ نَاشَاةٍ اَكْرَدُ كَرُوْفَاتِ  
رُوِي اَوْ رُوِي اَكْرَدُ نَابِ سَالِبَاتِ وَ مِيَانِ اَيِدِ، ذَكَرَا وَاَسْبَقِي سَلِي

شاہ ابوالعالی نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس کو انہوں نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ ہم بھی

لے شرح فتوح النیب نو مشور مشور



تبرکات سے محفوظ کر لیتے ہیں :

نردت اشتیاقاً والفراد بصرۃً      وفی طریق اشتیاقی تو قد بصرۃً

متی یرجع الفیاب من طول سفرۃ

عزیزی اور ایں زمان فترت فترت از ہر آشنا و بیگانہ خیر شیریت پر مہل، ہر کسی راقی صدمی و  
رسولی پنداشتہ رسائی و پیامی چشمی داشت کہ ناگاہ بقیہ صورت تمیز نہایت صحت نہایت سود از دیکر  
بجریہ گردیدہ شوق بر شوق و شہت بر شہت افزہ دہا کہ با بیان حضرت تاج الدین علی بن ابی طالب  
سراسیمہ و سرگردان میارود، در دواں بیرون می داند، مندر ذالک اندر داشت۔

ایہ بکم (کنذا) جمعیاً من سایر انبی	فلم امر من سکری مانی و دوس
و مافی العشا و اللہ غیر ہواکم	یتاھدکم قلبی کافی بکم اسرار
و فی قلع قبری قیلوب خواہم	فیسم قلبی سادمت عیا و فی القری
اذا ما اتانی منک و نکیرہ	ابیب نکیر احین باقی و منکیرہ
اقول اسئلوا شیخی فانی من ہدم	دعیدہ بیسم فی عجب من تغیر
۱۔ ہمدردی دعا میرساند : کتبہ الغیر الہا العالی	

در رقعہ دیگر نوشتہ کہ :

اے عزیز می کہ بہ شب بیل من گرد و خرم آنروز کہ دیدہ فادش گرد و خرم شوقیہ مرا  
رفیع الہام و ادویہ قور یہ نظام تبلیغ نمودر آنکہ گشت شادی مریا، عہد انور و شہد انور و شہد انور  
کہ بر نیم التماس عالی برآمد و دارد اگر وقت آن عزیز گنجائش آن داشت باشد کہ وقور و یبدا  
بیار خیر کثیر خواہد بود۔  
(والدعا)

شاہ ابوالعالی اور ملک الشعراری

ملک الشعراری یعنی کوان سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ ان کی درویشی کا پرچا شاکر تھے۔



ان کے اشعار آبدار بستہ کرتے تھے۔ اس لیے ان سے ملاقات کے آرزو مند تھے۔ انہوں نے شاہ ابوالہادی کو جو خط لکھا اور انہوں نے خط کا جواب کھار ان کی تقاضاں مقامات داودی میں محفوظ ہیں۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب فیضی کا کتب خانہ بھی دیکھنے گئے اور تین دن تک ایسے انہماک سے دیکھتے رہے کہ کھانے پینے کا خیال تک نہ کیا۔ یہ واقعہ بھی سننے سے پہلے کا ہو گا کیونکہ دوستانہ مراسم قائم ہو چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے فیضی کے والد شیشی مبارک کی وفات پر (سنہ ۱۰۷۵) تعزیت نامہ بھیجا۔ متذکرہ صدر دونوں خط بھیجے تھے تیر کا یادگار کے طور پر منفقہ کر لیے ہیں :

### نامہ فیضی جناب شاہ ابوالہادی

اُمی دل بر آرزو شوق و گداز خط  
کفر محبت است، لاشعق بہ یار خط  
بیت قدم کہ سرگرم بادین سداق را  
نامہ بیال بستہ ام طائر اشتیاق را

سلام اللہ منشر ارمالی علی الشیخ العفی ابی المصالی

مرسیت کہ از دیار پر کارم و عالی ایشان سلام اللہ از میکہ و در وقت رفتن و آمدن برآں  
شہد ہو کہ محبت نامہ سداق و فیج جواب نمایر چہل در خاطر قرار نبودہ برآں قرار نگرفت و از اس باز  
کہ در این شہد کلامت قریب و جوار ہر پیر و فیج خواست کہ استمرازی وقت ایشان نمایر لمرور لغیر راجی  
افکار تار گیرانہ و فیج اشتیاق شور و صدامت پر جاذبہ شوق خود نمودہ و این صحیفہ اشتیاق را بہ تکلیف  
روان ساخت۔ بخت بر این نفس ہند باد و شاں جانی بسر بہرین بہرین چیز این نشانہائی برابر نمی  
توان کرد کہ از غیر ہی گندہ خواہد بود : بیت

بزم نشا ابدا کثرت انیت است سانی بیا کہ محبت یار انیت است

### جواب امر فیضی از شاہ ابوالہادی

سلام الرحمن نعوذنا بکم ازت سلا می لایق بیابکم



اسلمہ متحابہ وادعیہ مستجابہ کہ از زوایای قیامی اشواق و فنیہ حقیقہ حصول یافت، ابراز می نماید، کہ  
چون بھای ذمی بھای اقبال بر فرق فقر می شکستہ بل سایہ شہبال سعادت انطلال گسترده، سر و این حال  
اینانرا چنان از خود رلبود کہ ہر چند می خواستند کہ در ادای شکر این دولت حرفی روا نمایند، نتوانستند،  
لاجرم بجز ودعا اکتفا نموده شد، ہمیشہ بغیض اکبر اجدد باشند و آن کہ فقیر خود را بشرف و محبت سانی  
اشارت فرمودند، عزیزا! اسنیارتن از وصول وی بسی افسردہ بود، نیت دارد کہ باین البیت کہ  
بہار نسیم یابد، از ہر چیز و دتر بمشیت اللہ تعالیٰ برسد۔ اندہ علی ذالک قدیر بالاجابت  
جدید۔  
والسلام

## شاه ابوالمعالی اور سید داؤد

شاه ابوالمعالی کو اپنے پیر سے عشق تھا۔ ان کی دعا تھی :  
"اے خدائی من ! مرا انجام کار، زندہ و مرد بعشق پیر دار۔"  
اور وہ کہا کرتے تھے : بیج کاری و بیج حرکت و سکنت منی کنم الا بشارت شیخ خود کہ شیخ  
داؤد اند قدس سرہ النیرین۔ شیخ داؤد کی مدح میں انہوں نے ہوا شمار کئے ہیں۔ ان سے ان کا ہوش  
عقیدت واضح ہے :

ہستم از جام نیست بہر دم والد دست	این و آن را چہ شناسم من داؤد پرست
دل افسردہ کی یاد بگفت ہر کسی گرمی	دل داؤد منی باید کہ آہن را دھنوشی
بتخت فقر بنشینم چو گل گشتہ مقصودم	سیلجانی کنم کہ جہاں غلام شاہ داؤدم

رُبائی :

۱۔ مقامات داؤدی، مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی، بریلی، شمارہ ۲۹، صفحہ ۴۴، منتخب، مستند

روڈ گراف مقامات داؤدی ص ۲۸۵

۲۔ کتاب المکاتیب والرسائل، دہلی ص ۳۳



یارب نظر می زین متصورم بخش آزادگی ز بود و تا بودم بخشش !  
 ہر چند نیم در شور این دولت خاص یک ذرہ ز عشق شیخ داؤدم بخشش !

## شاہ ابوالمعالی اور شیخ عبد القادر جیلانی

چونکہ شیخ داؤد سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے اس لیے شاہ ابوالمعالی بھی اپنے پر کی بیعت میں قادری ہوئے۔ اس سلسلے کے بانی غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی سے ان کو الہامہ عقیدت تھی اور انہوں نے حضرت غوث الاعظم کی منقبت اور مرج و ستائش میں بیشمار اشعار رکھے ہیں، ہم یہاں صرف ایک شعر نقل کرتے ہیں :-

بادشاہی و بہاں قادری غیر تو کسی استادری

شاہ ابوالمعالی کے متعلق مشہور تھا کہ انہیں غوث الاعظم کے ساتھ ایسا توکل و تقرب ہے کہ وہ خواب میں اکراں کی رہنمائی فرماتے ہیں اور ان کی مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں داراشکوہ نے ان کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اگرچہ بہت سی کرامات پیروں سے منسوب ہو جاتی ہیں اور آج کل کی سائنس اور عقلی دنیا میں ایسی غلط عادت باتوں پر یقین کرنا دشوار ہوتا ہے لیکن بغیر علمی شہادتوں کی بنا پر اس قسم کی غیر المتوصل باتوں پر یقین کر لینا بے از عقل نہیں۔ داراشکوہ لکھتے ہیں کہ ان سے اخذِ ملامت اشراف بیان کیا (یہ تو حضرت میاں میر کے مرید اور داراشکوہ کے مرشد حضرت نواز شاہ کے دوست اور پیر بہائی تھے) ایک دن میر سے دل میں آیا کہ مجھے غوث الثقلین سے محبت ہے کیا انہیں بھی اس بات کی خبر ہے کہ نہیں؟ میں نے خواب میں دیکھا کہ کس مقام پر میں عاجز و بے بس ہو گیا ہوں۔ میرا سر ٹنگا ہے۔ اس وقت غوث الثقلین حاضر ہوئے اور مجھے پیچیدگیوں کی امداد فرمائی: "لامنت اشد! ہم ایسے بقیوں پر باخبر رہتے ہیں۔ اس سے اگلے دن شاہ ابوالمعالی مجھے بلایا اور پیچیدگیوں کی امداد فرمائی اور فرمایا کہ یہ وہی مکانی ہے۔"



شاد ابوالعالی کو کشف باطن یعنی کشف قلوب کا مکہ حاصل تھا "بہشت مغل" میں چند واقعات  
مندرج ہیں لیکن سب سے مصدق شہادت داراشکوہ کی ہے۔ جنہوں نے اپنے پیر مرشد کی زبانی  
بیان کیا ہے کہ :

"ایک دن میں ملا نعمت اللہ کے ہمراہ آپ کی زیارت کر گیا۔ ایک شخص ان کے لیے ایک تسبیح  
لایا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر شاد صاحب صاحب کرامات ہیں تو یہ تسبیح مجھے مرحمت فرمائیں۔ تب  
میں رخصت ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور وہ تسبیح مجھے عنایت فرمائی اور کہا: جب یہ تسبیح  
تمہارے ہاتھ میں آئے تو سو مرتبہ صلوات پڑھو۔"

شاد ابوالعالی کی اصل شہرت تو ان کی درویشی اور کمالات معنوی کی وجہ سے ہے۔ لیکن شاعر  
ہونے کی حیثیت سے بھی ان کا رتبہ کم نہیں۔ لیکن اس کی طرف انہوں نے کم توجہ دی ہے۔ ان کا  
ایک مرتب دیوان بھی موجود ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی بعض جگہ ان کے اشعار نظر آتے ہیں۔  
انہیں تالیف و تصنیف کا بھی شوق تھا۔ ان کی دیگر تالیفات حسب ذیل ہیں :

۲۔ رسالہ شوقیہ

۱۔ تحفہ قادریہ

۴۔ زعفران ناز

۳۔ مونس جان

۹۔ بہشت مغل یعنی مغلّات مرتبہ تیسرا باب

۵۔ گلدستہ باغ ارم

۸۔ اصول صوفیہ

۶۔ روضۃ الآوار

۹۔ رسالہ نورۃ

اکثر مباحث اور متاخر مؤرخوں اور تذکرہ نگاروں نے تحفۃ القادریہ کا ذکر کیا ہے۔ مقامات روضۃ  
میں مونس جان کا بھی ذکر موجود ہے۔ رسالہ شوقیہ کے متعلق کہیں ذکر موجود نہیں۔ بہشت مغل کا حال ابھی  
ابھی منکشف ہوا ہے۔ اب ہم تفصیل سے ان تالیفات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔



## تحفة القادر

یہ شاہ ابوالہمالی کی تصنیف ہے اس میں انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے سوانح زندگی مرتب کیے ہیں۔ اس کتاب کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا نسخہ ۱۱۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے میں پندرہ سطریں اور ہر سطر میں پندرہ الفاظ ہیں۔ یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ ملک پنن دین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا ہے جو بڑی تقیص کے ۹۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

کتاب اکیس ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے سات ابواب ہیں حضرت شیخ صاحب کی زندگی کے واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ان کا نسب نامہ بیان کیا ہے اور ولادت، تعلیم، ریاضت، عبادت، حلیہ، لباس، اولاد و اخلاص اور وفات کے متعلق تفصیل مہیا کی ہیں۔ چند ابواب ہیں ان کے انطوق و صفات، مجہ و کرم اور دیگر مشائخ و اولیاء پر ان کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ باقی ابواب ہیں ان کے روحانی کمالات، کشف و کمالات اور جنوں، انسانوں اور حیوانوں پر ان کے تصرف کے متعلق واقعات بیان کیے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں بہتہ الزمرا، خلاصۃ المفاد اور تلخیص الافاض سے استفادہ کیا ہے اور اپنے پیرو مرشد کے بیٹوں، پوتوں اور بعض مہاجر کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

کیست کہ قادر بود بر ہر چہ ہست      بیژن کوہن سلطان علی الدین

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین کہا ہے مصنف اپنے شیخ کو بھی اسی لقب سے منسوب کرتے ہیں :



شاہ گیلانی تراحق در وجود

رحمۃ اللعالمین آورہ است

قرآنی تعلیم یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے اس کا اجر وہ پائے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہے اس کی سزا وہ پائے گا اور بارخداوندی ہیں انبیاء و اصفیاء تک اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہوں گے۔ کوئی کسی کا بوجہ نہیں اٹھائے گا نہ کسی بزرگ شخصیت سے نسبت کی وجہ سے وہ پرکشتہ اعمال سے نہیں بچے گا اس کتاب میں مصنف نے حضرت شیخ سے بعض ایسے احوال منسوب کیے ہیں جو بظاہر ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔

مصنف لکھتے ہیں :

”برکہ شد آن تو مقبول است گرچہ مبرا کردنی را کردہ است۔“ (تحفۃ النادر برکات)

بعض جگہ انہوں نے اپنے ممدوح کے اقوال نقل کیے ہیں مثلاً :

(۱) جو مسلمان میرے مدرسے کے پاس سے گزر جائے گا قیامت کا غلاب اس سے

(برکات ص ۲۵ ب ۱۶۶)

تحفیف کیا جائے گا۔

(۲) میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا گیا جس کا الحول اس حد تک تھا کہ جہاں تک نظر کہم کر سکتی

تھی۔ اس پر میرے دوستوں اور مریدوں کے نام جو قیامت تک میرے ساتھ اپنی نسبت کو درست

رکھیں گے۔ لکھے ہوئے تھے اور حکم ہوا کہ تمہاری طفیل میں نے سب کو بخش دیا۔ (ترجمہ تحفۃ النادر ص ۲۵)

مصنف نے حضرت شیخ کا ایک قول یوں نقل کیا ہے۔

”اگر تو سختی میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکارنا تاکہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہو جائے جو شخص سختی

میں مجھے یاد کرے میں اس کی بلا کو دور کرتا ہوں اور جو کسی حاجت کے لیے خدا کے حضور میں مجھے

وسیلہ بنائے تو میں اس کی حاجت دور کرتا ہوں۔“



مصنف نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے اخلاق و اوصاف کے متعلق لکھا ہے۔

”حضرت شیخ سرین الدین و کریم الخلاق، ابعد الناس و اقرب الحق بود و غضب بر کسی نمی کرد بہت نفس خود“ (تحفۃ القادریہ، برگ ۱۸) یعنی وہ کریم الخلاق تھے اور اپنے نفس کی خاطر کسی پر خفا نہیں ہوتے تھے۔ لیکن دوسری جگہ ایسے واقعات بیان کیے ہیں اور ایسے اقوال و سوج کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت غضب ناک ہوتے تھے اور بے شعور حیوانات بھی ان کے شر و غضب سے نہیں بچ سکتے تھے مثلاً وہ لگتے ہیں :

ایک چڑیا نے اڑتے اڑتے آنجناب پر پیٹ ڈال دی۔ حضرت نے جب غضب کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا تو فورا زمین پر گر پڑی اور مرنے لگی۔ (برگ ۱۹)

ایک مرتبہ آنحضرت بیٹے کو لگو رہے تھے۔ چیت سے مٹی گرمی۔ اس کو جھاڑ دیا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ چوتھی دفعہ چیت کی طرف دیکھا تو ایک چہا کھلتا ہوا نظر آیا۔ فرمایا : طائر اسد یعنی تیرا سرتن سے جلا ہو جائے۔ فورا اس کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ (برگ ۱۹)

”آنحضرت کے غضب سے بنداد کے اطراف میں آگ بھڑک اٹھی۔ اگر ایک مہلے سے بھڑکتی تو دوسرے سے جلا بھڑکتی۔“ (ترجمہ تحفۃ القادریہ ص ۵۷)

ان کی طرف مندرجہ ذیل اقوال بھی منسوب ہیں۔ جن سے ان کی شعلہ سمانی ظاہر ہو سکتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی سیرکتی آگ ہوں، میں احوال کو سلب کرنے والا ہوں۔ (ص ۵۷)

یہ تیاف اور قتال ہوں۔ تم میرے نزدیک بمنزلہ شیشولا کے ہو۔ (ص ۵۷)

مصنف کے نزدیک ان کے پیر کا رتبہ تمام اولیاء سے افضل ہے۔ مصنف نے ان کی بلند پایہ صفات خود بھی بیان کی ہیں اور اپنے مرشد کی زبان سے بھی ایسے اقوال نقل کیے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی عظمت ظاہر کر رہے ہیں۔ مثلاً

کوئی پیغمبر یا ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ (ص ۵۷)







سب سے چوتھا شخص ایسا صوفی ساکب ہے جس کے دل پر جمال و جلال کی تجلیات ہزار ہوں ہوتی ہیں وہ  
 اس ڈر سے کہ کہیں محروم نہ ہو جائے کہ یہ دنا کہہ کر تاسا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہوش میں رہے  
 اور جمال محبوب کا مشاہدہ کر کے لذت اندوز رہے۔ پانچواں صوفی ساکب اصل حقیقت ہے۔ اس پر کسی  
 حرمت و استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہ خود ذاتِ مطلق ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں دل و جان  
 کی اسے کوئی چیز نہیں ہوتی اور وہ ذاتِ گریہ کو بیان نہیں کر سکتا۔ مبین عاشق کو ہمیشہ یہ حالت میسر  
 نہیں رہتی۔ محبوب ہر دم میں شان میں آتا ہے۔ عاشق کو اپنے محبوب کے ساتھ مستقل اتحاد و یگانگی  
 حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ کمال حضور کی حسرت میں بے اختیار رہتا ہے اور اودنا کہہ کر تاسا ہے۔  
 آدم کی آدمیت و حال خداوندی کی راہ میں حال ہے۔ بندہ اسے خدا خدا رسول خدا الیٰہ تعالیٰ  
 اور ان کی اقرب حال ہے۔ پھر بھی حقیقتِ حقیقتِ حقیقت آدمیت سے ہم کنار نہ ہو سکتا۔ وہ بندہ و رسول  
 رہے اور ذاتِ خداوندی کے ساتھ غم نہ ہو سکے۔ مندرجہ بالا پانچ قسم کے اشخاص بیان  
 کرنے کے بعد مصنف نے بعد فرماتے ہیں کہ اہل یہ کہ درد فراق کی جو حالت ہے وہ بیان نہیں  
 کی جاسکتی۔ تب حنیف فراق بسیار، عشق بسیار، ہر چند عشق بسیار، عاشق سے قرار، ہر چند عاشق قرار  
 معشوق و رکنار و ہر چند معشوق و رکنار، عاشق دل فگار، ہر چند عاشق دل فگار، عشق آبرار۔  
 آخر میں مترض کے جواب میں مصنف فرماتے ہیں کہ یہ ضرور ہی نہیں کہ درد فراق ہی میں  
 گریہ ہو وصال ہی میں گریہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آدم فراقِ قرائیں روتے رہے اور عجب تو قبول  
 ہوا تو بعد از وصال بھی روتے رہے۔ جو شخص اس کا حال نہیں وہ کہ قتل و سبب نہیں ہے اور اس  
 نے بجز عشق میں کبھی غم نہیں دکھایا۔

مصنف نے اپنے بیان کی تقویت اور زور استدلال کے لیے حافظہ آردنی اور دیگر  
 صوفیہ کے اشعار نقل کیے ہیں اور موقع و محل کے مطابق استعمال کی وجہ سے بیان میں لذت آ  
 گئی ہے۔ رفار سے اشعار کے ساتھ مزید دوسرے بھی لکھے ہیں جن سے بندہ فلسفے میں بھی واقف  
 عشق کے مہلکات کی تصریح ہوتی ہے۔ ایک جگہ حسان بن ثابتؓ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔



رسالے کا طرز بیان جوش اور اخلاص سے بھرپور ہے۔ رنگ و اغماز ہے اور تناسل کا اسلوب لیے ہوئے ہے۔ ابوالمعالی لذتِ عشق سے آشنا ہونے کے باوجود اپنے بزرگانِ کبار کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ گریہ کی اصل کیفیت تفصیل سے بیان نہیں کر سکے۔ رسالے کی عبارت رواں ہے اور کیفیت و آگاہی کا سامان لیے ہوئے ہے۔

شوقیہ کا ایک مخطوہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے مجموعہ شیرانی میں اور ایک انڈیا انسٹیٹیوٹ لائبریری میں شمارہ ۱۹۲۴ء پر موجود ہے۔

## گلستاںِ باغِ ارم

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو لطائف و ظرائف اور نکات و حکم پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے چند لفظوں کی توحید میں بتایا ہے کہ رومانِ قبض کی حالت میں لٹائف اکثر ایسے ہوا کرتے ہیں۔ اس لیے دوستوں کے التماس پر ان کو ایک جا کر دیا گیا ہے۔ یہ گلدستہ چار طرازیوں پر مشتمل ہے:

طرازِ اقل : در بیان اخبارِ خواجہ کائنات

طرازِ دوم : در لطائفِ اولیاء

طرازِ سوم : در اقوالِ حکماءِ بزرگان

طرازِ چہارم : در مصاحح

طرازِ اقل میں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے جس نے گلاب کا پھول سو گندہ کر دیا۔ پروردگار نے بھیجا۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس حدیث کی تائید کے لیے مزید ایک قول رسول نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ گلاب کا پھول آنحضرتؐ کے پسینے سے پیدا ہوا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ ہندوستان کی زمین خربوزے کی طرح آپؐ کے قدموں کے نیچے سے گزار ہی گئی ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں بزرگ اولیاء پیدا ہوئے ہیں اور اودھ میں حضرت شیش اور حضرت ایوبؑ کی قبریں ہیں۔ یہ احادیث شک و گمان سے پاک نہیں۔ پہلی میں ظلم کا لفظ اور دوسری میں فوق الفطرت



واقف کا ذکر ان کے موضوع ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی طرح ان کی تیسری روایت میں وہ سات فارسی الفاظ نقل کیے گئے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اپنی زندگی میں استعمال کیے تھے اور ان کے سب سے زیادہ مفاہات جلالی سے منقول ہیں یہ روایت ہماری نظر سے گزری ہے۔ اور سران الحدیث میں مجموعہ مفاہات مندرجہ جلال الدین جہانیاں جہانگشت، مترجمہ بنی منظور پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ورق ۵۷ الف اور ۱۷ پر موجود ہے۔

طراز دوم میں وہ اٹھائیس اندرج ہیں جو مولانا عبدالرحمن جامی اور دوسرے اشخاص سے منسوب ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر اٹھائیس احوال علی بن حسین و اعطاف کا تعلق ہے۔ منقول ہیں۔ لیکن مولانا نے اپنے ہاتھ لکھ کر نہیں کیا۔ طراز سوم میں باز کچھ سے اور لومڑی کی پانچ چھوٹی چھوٹی حکایات بیان کر کے حکمت کی باتیں درج کی ہیں۔ طراز چارم میں کچھ نواشعار لکھے ہیں جن سے چند مومنت تصدیق ہے۔ ان میں سے دو رباعیاں یہ ہیں۔

بیش طبعی زینت کس بیش مباحث	چوں مہر ہم ہم مباحث چوں بیش مباحث
خواہی کر زینت کس تو بہ نرسد	بگوئی و بد آموز و بداندیش مباحث

خبر کنی تا شاخ وین و دشمنی	از درون بارش جانم بر کنی
لیک باشی نمود و لبر مجتہدان	یار ناید دوستی و دشمنی

یہ کلام ۱۹۹۰ء میں تمام ہزار موافق نے خود لکھا ہے۔

المنہ اللہ کہ شہ از الحن لیسف در نہنہ و تسعین بر شب عید تمام

زعفران زار

شاہ ابوالحسن نے یہ باتیں اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ میری شومیں



محقق کریں رسول خدا کے لطائف و ظرائف جمع کر کے ایک رسالہ تالیف کروں جو پراگندہ خاطر شناسوں  
 کے لیے دل جمعی کا باعث ہو۔ اس کی تائید میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مَنْ سَرَّ مَوْصِلًا  
 سَرَّ لِقَاءَهُ۔ یعنی جس نے مومن کو خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے،  
 کیونکہ یہ کتاب ختم نامہ اور فرحت بخش ہے زعفران کی خاصیت کہتی ہے۔ اس لیے  
 زعفران زار کے ختم نامہ کتاب کو اپنے پیرزادہ کے نام سے منسوب کیا ہے۔  
 اس کتاب کے چار چین ہیں :

- ۱۔ چین اول : نبی اکرم کے اپنے مطالبات
- ۲۔ چین دوم : صحابہ کرام کے وہ لطائف جو رسول خدا کے روبرو ہوئے۔
- ۳۔ چین سوم : وہ لطائف جو اصحاب و احباب کے درمیان واقع ہوئے۔
- ۴۔ چین چہارم : بر محل اشعار

ہر لطیفہ واقعہ یا حکایت کو رائے کیسے۔ چین اول میں ۱۰، چین دوم میں ۱۰، چین سوم  
 میں ۵ اور چین چہارم میں ۷ روایتیں ہیں۔ ان ۳۲ روایتوں میں سے دس پندرہ ایسے تھیں  
 گے جو مولف کے اپنے بیان کے مطابق نشانہ بخش اور روح پرور تھیں گے۔ رسول خدا کے  
 لطائف میں مزاج و لطافت موجود ہے۔ ان کے تین چار لطائف تو مشہور و معروف ہیں، مثلاً

۱۔ کیا تیرا دشمن نہیں جس کی آنکھ میں خیر نہ ہے۔

۲۔ بوڑھی عورتیں حبت میں نہیں جاتیں گی۔

۳۔ تجھے اونٹنی کا بچہ کیوں نہ دوں۔

صحابہ کے لطائف میں دو تین خوب ہیں :

۱۔ یا علی انت فینا کالنون فی لنا

۲۔ صہیب کی آنکھ میں درختاں وہ کھجوریں کھا رہا تھا حضور نے فرمایا : اَشْرَبَ حَتِّمَ کَیْ

کھجوریں کھانا صہیب نے غرض کیا۔ میری ایک آنکھ میں درخت ہے۔ میں دوسری آنکھ



کے لیے کھجوریں کھا رہا ہوں۔

چمن چارم میں تین چار فارسی اشعار ہیں اور تین جگہ غری اشعار ہیں۔ دو جگہ حضرت عائشہؓ کی زبانی رسول خدا کی تشریف میں اشعار ہیں اور ایک جگہ سو سمار قصیدے کے چند اشعار ہیں مختلف سے دو جگہ غری اشعار کا آزاد ترجمہ کیا ہے۔ جو نہایت موزوں ہے۔ ایک مثال یہ ہے۔

فلو سمعونی مصر اوصاف خفا	لما بن لوانی الیوم یوسف من نقدی
مئی کہ دندہ گز میل یوسف	اگر در مصر وصف او شنیدند
الونی زلیخا دسائین حبیبی	لا شرن بالقلم القلوب علی ایدی
حبیبم اگر زمانہ دیدند	بجای دست دہا می بریدند

بعض روایات میں صرف واقعات یا روایات کا ذکر ہے۔ ان میں لطیفہ، نذر یا مزاح و تراوت کی بات نہیں۔ مثلاً چمن دوم میں ایک مصرعہ میں ذکر ہے کہ زخم کی وجہ سے قتادہ بن نعمان کی آنکھ حلقے سے باہر نکل آئی۔ رسول خدا نے آنکھ حلقے میں رکھ دی اور لعاب دھن لگا یا اور وہ صبح و سالم ہو گئی۔

چمن اول ایک مصرعہ میں ذکر ہے کہ یزدی نعمان شراب خوردی کی حالت میں آتا تو آنحضرتؐ پہنسی پہنسی میں اسے نصیحتیں سے پیٹتے۔

دس بارہ لطیفوں کا محور حضرت عائشہؓ کی شخصیت ہے۔ بعض لطائف ان کی اپنی زبانی ہیں بعض ان کی زندہ کی اور سیرت سے متعلق دوسروں کی زبانی ہیں۔ ایک لطیفہ نو معروف گڑیوں کا قصہ ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ کی گڑیوں میں دو پردوں والے گھوڑے دیکھے۔ رسول خدا نے پوچھا کہ کیا گھوڑوں کے پر بھی ہوتے ہیں تو عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے۔ یہ قصہ اسی روایت پر مبنی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی شادی نو برس کی عمر میں ہوئی اور وہ بنی اکرم کے گھر میں بھی گڑیوں سے کھیل کر تھیں۔ یہ بات اب پاپہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سترہ اور انیس کے درمیان تھی اور وہ بالائے عافیت تھیں۔



دوسرے روایح میں لطیفہ کی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ البتہ عائشہ صدیقہ کی سیرت میں کئی  
کے لیے چند واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول خدا کے منہ کو آنی تھیں  
ان کے سامنے اونچا بولتی تھیں۔ دوسری ازواج مطہرات سے رقابت کرتی تھیں اور اپنی کتانی  
کی وجہ سے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے طمانچے بھی کھاتی تھیں۔ مثالیں مل جاتے ہیں۔

چمن اول : راضیہ : عائشہ صدیقہؓ جناب پیغمبرؐ سے ناراض ہو جاتی تھیں تو

کے پروردگار کی قسم کے بجائے ابراہیمؑ کے پروردگار کی قسم لگاتیں۔

راضیہ ثانیہ : ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے سامنے بلند آواز سے بات کر رہی

تھیں کہ حضرت صدیقؓ نے مارنے کو ہاتھ اٹھایا۔

راضیہ ثالثہ : رسول خداؐ اور عائشہ صدیقہؓ کے درمیان کوئی بات ہوئی صدیقہؓ نے کہا

کوئی منصف ٹھہر لیے۔ آنحضرتؐ نے ابو عبیدہؓ کا نام لیا۔ صدیقہؓ نے کہا، وہ لفظی مرد ہے۔ حضرت

نے حضرت عمرؓ کا نام لیا۔ صدیقہؓ نے کہا، وہ سخت طبیعت ہے۔ آخر ابوبکرؓ کو نصف بنانے پر

رہنما ہو گئیں۔ جب ابوبکرؓ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا تو صدیقہؓ نے آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر

کہا، یا رسول اللہ! عدل بجالانا اور راستی کو مت چھوڑنا۔ ابوبکرؓ نے صدیقہؓ کو ایسا ہی بچہ

مارا کہ ان کی ناک سے خون نکل آیا۔

راضیہ رابعہ : آنحضرتؐ نے صدیقہؓ کو ایک عورت دیکھنے کے لیے بھیجا جس سے

آپؐ نکاح کرنا چاہتے تھے۔

چمن دوم : راضیہ : میں حضرت خدیجہؓ کے ساتھ جنتہ مقابلت

کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، ایک ہیں کہ آپؐ کے عائشہؓ نے کہا : آپؐ کب تک بڑھیا

کھوسٹ کو یاد کرتے رہیں گے، خدا نے آپؐ کو نعم الہیہ دیا ہے، آپؐ شکریوں نہیں بجا لیتے۔

راضیہ ثانیہ : حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ (رسول خداؐ کی زوجہ محترمہؓ) کو بچہ لے رہے

ہیں : تو پیغمبرؐ کی بات کو لوٹاتی ہے۔ ان کو ناراض کرتی ہے۔ جیسے عائشہؓ آنحضرتؐ کی محبت کا نفور



کرتی سب تو نہ کیا کرتے۔

ایک دوا اور بھی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کے حرم مقدس میں اسی قسم کی رقابتیں تھیں اور آپس میں لوگ جھوٹک بڑا کرتی تھی۔

میرزا خیال ہے۔ اس قسم کی روایات اس کتاب کا جزو نہیں۔ بلکہ جعلی اور مفی ہیں اور کسی دشمن نے وائل کی مہوئی ہیں اور خاص طور پر اہم المومنین حضرت عائشہؓ کی سیرت کو داغدار پیش کرنے کے لیے داخل کی ہیں۔

## مولنس جان

یہ رسالہ مولنس جان کہلاتے کا مستحق ہے۔ اس کی حکایات راحتِ دل کا باعث ہو سکتی ہیں۔ مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس میں لطائف و ظرائف بھی ہیں جو خوش بلیہ جوانوں اور لایف نازنیوں کے لیے نشاۃ الثمیر ہوں گے۔ لیکن مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں کلمہ شہرِ ارم اور نہ معراجِ نازکی میں لطائف و ظرائف نہیں۔ البتہ اس کی بعض حکایات حکمت آموزہ اور بصیرت افروز ضرور ہیں۔ یہ کتاب چار مقامات پر مشتمل ہے۔

مقالہ اول: حقائق، مقالہ دوم: در احادیث و کلمات مشائخ، مقالہ سوم: در محبت،

مقالہ چہارم: در ذکر شعراء

مقالہ اول میں ۴۹ حکایات ہیں۔ ان میں کچھ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال

ہیں اور کچھ اولیاءِ اللہ کے ارشادات ہیں۔ حکایات کے بعض حقائق و نکات کو اندازہ لگانے کے لیے ہم چند ایک یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ بادشاہ نے درویش سے کہا: ”بارگاہِ خداوندی میں مجھے یاد کرنا۔ درویش نے کہا:

”وہاں تو میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہوں۔ کسی کو کیا یاد کروں۔“

۲۔ درویش نے کہا: ”اگر میں جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں۔ نہیں ملتا تو صبر۔“



پیر بسطامی نے فرمایا: درویش کو چاہیے کہ ہل جائے تو صبر کرے اور نہ ملے تو شکر کرے یعنی  
ہل جائے تو خدا کی راہ میں دے دے اور شکر کرے یا کرے دل کے نفس کو صبر دے اور اگر نہ ملے تو  
شکر کرے تاکہ نہ کتا دیکھے اور نہ بھوسے۔

۳۔ حاتم طائی نے سخاوت کرنے کے لیے چار دروازے کھول رکھے تھے۔ ایک شخص بہ  
دروازے پر گیا۔ پھر بھی اس نے خالی ہاتھ نہ بھیجا اور نہ ہی خود کچھ دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ  
سخاوت سہل ہے۔ سخاوت یہ ہے کہ ایک ہی دروازے پر اتنا دے کہ دوسرے دروازے پر  
جانے کی حاجت نہ ہو۔

۴۔ ایک جوان نے کہا: "میں شادی نہیں کر سکتا۔ کیسے تو اپنے آپ کو ختم کر لوں؟" وہ اپنے  
نے فرمایا: بہادر می یہ ہے کہ اپنے آپ کو فخر بھی رکھو اور یاد الہی سے بھی غافل نہ رہو۔  
اکثر حکایات کے آخر یا بیان کے دوران میں مؤلف نے اپنے اشعار نقل کیے ہیں جن سے  
بیان کو تقویت ملتی ہے اور دلچسپی بڑھتی رہے۔ اگر حکایات کے مختصر ذکر یا اولیاء اور فضائل  
ہیں۔ رابعہ، حسن، اسیر، جہان، بانیہ، بسطامی، منصور، سلطان، خلیفہ، عثمان، بلعم، الہی، رازی اور سنی وغیرہ کے  
مطلق حکایات انہی کتابوں سے لی گئی ہیں۔

مثالہ دوم میں نبی اکرمؐ کی پانچ احادیث، حضرت علیؑ کے سات ارشادات اور دوسرے  
اولیاء اللہ کے اقوال و اشعار مندرج ہیں اور یہ سب گوین سیرت کے لیے مفید ہیں۔  
مثالہ سوم میں عشق و بازاری کے متعلق اکتیس حکایات ہیں۔ ان میں سے پانچ جو مؤلف کی  
اپنی زندگی سے متعلق ہیں۔

مثالہ چہارم میں ۲۱۲ مرد اور ۷ خواتین شعراء کا ذکر ہے۔ مشہور عالم شعراء کے علاوہ  
نیازی، سناری، میر، شمس، میر، حلالی، بہیقی، آصفی، بنانی، سیستانی، سہمی، گاہی اور کاتبی جیسے کم مشہور  
شعراء کا بھی ذکر ہے۔ ہر شاعر سے متعلق چند اشعار فی اور تعریفی جملوں کے بعد چند اشعار نقل کیے  
گئے ہیں متذکرہ صدر شعراء ہیں۔ کے بساطی، سہمی اور شمس کے علاوہ باقی سب کی بہت تعریف کی ہے۔



اس مختصر تذکرے میں مولف چند غلطیاں بھی لکھ گئے ہیں :

۱۔ رودکی پہلے شخص ہے جس نے فارسی زبان میں شعر کہا۔

۲۔ فردوسی نے شاہنامہ محمود غزنوی کے حکم سے لکھا۔

۳۔ نظامی کا دیوان مرقع و مستح ہے۔

۴۔ خواجہ شمس الدین کے رہنے والے تھے۔ جوانی کے وقت سعدی کے ہم نشین رہے۔

۵۔ خسرو خواں نے جامی کے بعد ملا بنائی کو ملک الشعرار بنایا

نوائین میں بیانی طبع، نہانی ہمتی، سلیمی بیگم، سلطان مخنی اور نقشہ نوی شاعرات ہیں جن

کا تعارف کر لیا گیا ہے۔ تذکرہ شعراء نوائین یعنی جواہر العباب میں مولفہ حبیب خرمی ہیں بھی ان کا ذکر نہیں۔

کتاب کے آخر میں رسم الخط کے بارے میں لکھا ہے کہ ابن قتیبہ نے خط کوفی کو متغیر کر کے نسخ وضع کیا اس لیے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ یہ قصہ بیان کر کے لکھا ہے کہ حضرت حسن بن سعید نے حضرت معاویہ سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ ایک مرتبہ دونوں نے خط لکھ کر حضرت معاویہ کے سامنے پیش کیا اور دریافت کیا کہ کس کا خط اچھا ہے۔ معاویہ نے کہا۔ دونوں کا اچھا ہے۔ حضرت سعید بن مسعود نے اپنے لیے دونوں خط حضرت عیسیٰؑ پر حضرت رسول اکرمؐ کے سامنے پیش کیے اور دریافت۔ دونوں اچھے ہیں۔ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور انہوں نے مبارک باد دے کر یا قوت اور مرد پیش کیے اور کہا کہ آپ کے فرزندوں نے خوشنویسی میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کی ہے۔ حضرت رسالت پناہ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ یا قوت اور مرد میرے کام کے نہیں رہے پھر ان کے حقیقی میر میری امت کے گناہوں کو بخش دے یہ قصہ صریحاً جعلی ہے۔

بعض بیانات احتیاط سے قبول کرنے کے لائق ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں مثلاً

۱۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے کہا کہ میں نے رزمہ دیکھا لیا ہے۔ کیا کروں حضورؐ نے فرمایا

کنارہ میں ساٹھ روزے رکھو۔ یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ ایک روزے کا کفارہ ساٹھ روزے نہیں



ہوتے۔ (حکایت ۷)

۱۔ آنحضرت اشعار سن کر وجہ میں آگئے رقص کرنے اور چکر کھانے کے تمام بایزوں نے متابعت کی۔ معاویہؓ نے نہ کی اور کہا۔ آپ کا پیکل کیسا عجیب تھا۔ (حکایت ۸) یہ حکایت یقیناً جلی ہے۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے تین مرتبہ اعلیٰ کمانوں کی دعوت دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر مجھے لیے کمانوں کی عادت پڑ گئی تو میرا ان کی شفاعت کون کرے گا۔ جو اس قسم کے کمانوں کے ملوث ہیں۔ (حکایت ۹)

۳۔ بایزید بسطامی چودہ سال تک امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں رہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بایزیدؒ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ جعفر صادقؑ خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں پیدا ہوئے ہیں۔ کازمانہ (۱۲۶۱ھ سے ۱۵۱۱ھ) تک ہے (حکایت ۱۰)

۵۔ شیخ سعدیؒ، شیخ عطار کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے ملاقات سے انکار کر دیا کیونکہ سعدیؒ نے ایک دنیا دار کا قصیدہ لکھا تھا۔ وہ چھ مہینے وہیں رہے۔ آخر میں صرف عطار کی آیتیں پڑھ کر واپس آئے۔ اب وہیں انہوں نے وہ قصیدہ پھاڑ دیا۔ اس کہانی کا بھی کوئی مستند سند نہیں۔

## روضۃ الاورداد

شاہ ابوالمعانیؒ نے سلسلہ قادریہ کے درویشوں کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا تھا۔ اس میں شب بیداری اور ذکر و شغل کے لیے اوراد و حالات بتائے گئے ہیں۔ سلسلہ قادریہ کے متعلق لکھا ہے:

این سلسلہ چون بہت بہر باب بسند      دبستمہ درویشوں ار باب بسند

ہر کسی کہ دریں سلسلہ دستی زرد است      اداختہ بر کنسگرہ عرش کند

رسالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول میں یاد الہی میں دعا و استغفار کے لیے ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے:



چندر بغم امی غم زدہ شب خیزی کن  
دل شب خیز زلمہ زلمہ سرور است  
گزر بیداری شب نیست عالی مخرجش  
روز با از چہ حبیب مست و شوقمواست

فصل دوم میں گیمات دعائیہ بتائے ہیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز کے پڑھنے کی تلقین  
کی ہے۔ دو رکعت صلوٰۃ تہجد کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیر و مرشد کشینج داؤد مند جب ذیل گیمات  
پڑھتے تھے جو شفا بخشی دل کے لیے نامل اہمیت رکھتے تھے :

جل قدر اللہ حی لا میزانی      جل وقسوا اللہ حی ذی الجلالی

جل کبر اللہ حی لا امبالی      جل اسوا اللہ حی ذی الکمالی

قلب ربانی شیخ عبد قادر بیلانی کے متعلق بتایا ہے کہ وہ ان اسمائے ربانی کا ورد کیا کرتے تھے

المحیط - العالم - الحذیب - الغفار - الخالق - الباری - المصور

فصل کے آخر میں غرض اٹھانے کی مدد میں اپنی ایک غزل درج کی ہے اور اسے پڑھنے کی

ترغیب دی ہے۔ غزل کا مطلع یہ ہے :

مستقر از دل و جان گشت گداز در تو      اقم ارحم لما ینک یا کسدا فی

فصل سوم میں خبر سے لے کر نماز عشر اور سونے کے وقت تک ان ادعیہ اور ذکر کیا

ہے جو قادر یہ سکھانے میں مہربان ہیں۔ ان میں خصوصیت سے یہ تلقین کی ہے کہ شام و خفتن کے درمیان

صلوٰۃ الابرار پڑھے۔ دوسرے کے ساتھ ہمیں رکعت پڑھے۔ دائیں پہلو پر سونے اور وہ دعا پڑھے

جو سنت ہے۔

اللہم اسلمت نفسی الیہ و جنت و حبیب الیہ و الجاءت ظہری الیہ

و رفعتہ و عبت الیہ لا ملجاء منک الا الیہ امنت بک الذی انزلت و

نبیک الذی امرت۔

فصل چہارم میں بتایا ہے کہ سب سے اچھا کام نفسی خواہ طریقہ ہے۔ دل میں غلط اندیشوں کو نہ آنے

دے۔ اور تشویش سے نہات پانے کے لیے اپنے پیر کی خیالی محبت سے التجا کرے۔



یہ رسالہ تحفۃ القادرۃ کے ساتھ سیالکوٹ سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہو چکا ہے اور ۱۹۶ سے ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

## اصول صوفیہ

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو مطبوعہ رسائل میں ۸۳ سے ۱۹۶ تک کے صفحات پر محیط ہے۔ تمہید میں شاہ ابوالمعالیؒ نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے یوں لکھا ہے :

”عرض میدارد تراب اقدام دوستاں لایزال الفقیہ ابوالمعالیؒ کہ اس محنیہ است منتخب از سخنان اہل ذوق و عرفان۔۔۔۔۔ پارہ پارہ فراہم آورد و برترتہ ترتیب بہم دوختہ۔“

مؤلف نے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت فقر و سلوک کے اصول پیش کیے ہیں جو موضوع کا عنوان کلمہ وصل کے تحت درج کیا ہے۔ یہ کلمہ وصل واضح اشارہ معلوم نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ رسالہ کے نام کی رعایت سے یہ کلمہ اہل نبو اور اہل کی بجائے وصل غلط چسپ کیا ہو۔ عنوانات یہ ہیں :

در بیان قرب نوال و قرب فرائض حقیقت وجود۔ رویا و مکاشفہ۔ توبہ۔ ورع، زہد، تقویٰ، صبر، توکل، صدق، اخلاص، محبت، توحید، فقر، تجرید و فقریہ۔ مندرجہ ذیل کتابوں سے انتخاب کیا گیا ہے :

قرآن۔ لوائج۔ اشعۃ اللمعات۔ خلاصۃ اشعۃ اللمعات۔ تفسیر البیانوی۔

تفسیر القشیری۔ رفیق الفقراء۔ عوارف۔ رسالۃ التشریح۔ شرح فصوص الحکم۔ جامع صوفیہ۔

مقدمہ سلوک۔ شرح دیوان امر۔ التعرف۔ خلاصۃ ارشاد۔ مونس الفقراء۔

کتب و رسائل کے علاوہ جن بزرگ اولیاء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :

نوشۃ العظم۔ شعبانی۔ جنید۔ شیخ نظام الدین۔ مہل۔ پیر میراں۔

شیخ عطار۔ محمد شیریں مغربی۔



اسی رسالے میں فقر و تصوف کی اصطلاحات کو بڑے صریح اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے مثلاً یہ دو تین مثالیں دیکھیے :

۱۔ تصوف تعفیفۃ قلب است از کدوراتہ قلب۔

۲۔ دنیا عبارتست از آنچہ بند را از حبس را باز دارد۔

۳۔ ملقبہ باقلیت ہواست است از مخالفہ حق۔

۴۔ جذبہ عبارتست از اقرب بعبودیت حق۔

در جواب عبارت از الطباع صور کونیہ است و عمل کہ مانع قبول حق ہو۔

مولف نے رسالے کے شروع اور متن کے درمیان چند رباعیاں اور اشعار درج کیے

ہیں جو موضوع سے بھی مناسبت رکھتے ہیں اور دلپذیر بھی ہیں۔

دعا یہ رباعیاں بھی خوب ہیں ایک رباعی یہ ہے :

یارب زدو کون بی نیام گردان      وز افسر فقر مرسم لازم گردان

در راہ طلب مرسم لازم گردان      زان لہ کہ نہ سوی تست بازم گردان

## رسالہ نورۃ

یہ رسالہ مشہورہ رسائل میں ایسا ہے ۱۸۳۱ صفحات تک مہیا ہے۔ اگرچہ متن میں مختلف کا

نامہ مذکور نہیں ہے۔ لیکن صفحہ ۱۷ پر ترجمہ فتح الغیب کے تحت جو اشعار درج ہیں۔ وہی اشعار

بہشت منیل میں درج ہیں اور شاعر ابوالمعالی کی زبان میں مذکور ہے کہ انہوں نے ان اشعار میں

غوث الاعظم کے اقوال کا مستند ترجمہ کیا ہے۔ لہذا ہر یہ رسالہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے آثار

جیسائی کے اقوال پر مشتمل ہے۔ اقوال عربی میں ہیں۔ شاعر ابوالمعالی نے ان کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے

اور تشریحی اضافات بھی کیے ہیں۔ بجا اشعار داخل کر کے موضوع کو دلچسپ بنایا ہے۔ قول کمر

ہاتھ کے تخت درج کیا ہے۔ کل گیا روایت ہے۔ بعض نسخے یا غلام کے مذاہم کہات سے شروع



ہوتے ہیں بعض جگہ اچھا کہہ کر کام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

رسالہ کا موضوع فقر و درویشی ہے۔ طرقت کی تکمیل کے لیے ہم اور بنیادی باتوں کی تہن کی گئی ہے۔ نظم میں یہ باتیں اور بھی دلنشین ہو گئی ہیں۔ مثلاً یہ اشعار دیکھیے :

اصل کارِ صوفیاں کم خواری است	ذکر و فکر و خلوت و بیداری است
ہاتھوں در کارِ خویش و عاقلان در کارِ دوست	ہاتھان نہیں مرد و فانی محمود و بیدار دوست
از دروں شو آشنا !	و از بیسروں بیگانہ شو !
در گذر از علم و عقل خویش تن	باش ساکت پیشِ بت ذوالمنن
خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک کنی بر سر ہوا را ہچو ما !
از بہاراں کی شود سر سبز شاخ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

### ترجمہ یازدہ ابیات قصیدۃ الصبا

قصیدے کے مصنف شیخ عبدالنادر جیلانی ہیں۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے :

ما فی الصبا بمنہل ومنعذب الا ولی فیہما الا لذلّ الاعیب

شاہ ابوالمعالی نے اس کا ترجمہ کر کے تشریح و توضیح کی ہے۔ اس کا ایک نسخہ خطی کتابخانہ

التریاض مملوکہ حبی بین الدین میں شمار ہوتا ہے۔ ۲۸۰ پر موجود ہے۔ دوسرے رسالے کے ساتھ کیا جاتا ہے اور برگ ۶۲ سے ۶۸ تک میٹا ہے۔ آغاز اس طرح ہے :

تعبداً ز حمد و لکشمی و صلوة قربت افروزمی میگوید۔ زیرد چین خواں حضرت قادریہ ابو معالیؒ

### شاعر

شاہ ابوالمعالی شاعر بھی تھے اور غزلیں "تخلص کرتے تھے۔ بعض جگہ مستحق بھی تخلص کیا ہے

انہوں نے غزلیں نام رکھنے کی ایک وجہوں بیان کی ہے :



از ان شد غربتی نام من گزشتہ و حیران کہ ہر ساعت بسیر ملک شش غربتی دارم  
 ان کا دیوان پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ آذر میں موجود ہے۔ ۱۱۱ اوراق ہیں۔ ۹۶ الف تک  
 غزلیات ۹۰ سے ۱۰۰ تک قطعات و رباعیات، ۱۰۱ سے ۱۰۵ تک مثنوی، ۱۰۵ سے ۱۰۸  
 تک مثنوی، شیخ محمد البین عبدالقادر کی مدح میں دو قصائد اور آخر میں قصیدہ مفرح اترج ہے،  
 جس کے متعلق تفتہ القادریہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب اور عشا کے درمیان عراق کی طرف  
 منہ کر کے پڑھے یا اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو بکھاسا ہو یا تھریں کے کہ کھڑا رہے تو رحمت الہی کے آثار  
 نمایاں ہوں گے۔

غزلیات مثنوی چوں کہ میں ہیں سہل و سادہ، سوز عشق سے مالانال، مجازی بھی اور  
 حقیقی بھی۔ لیکن وہ اپنے اشعار کو فنی لحاظ سے کچھ وقعت نہیں دیتے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں :  
 دیوان غربتی سمجھہ و راست و عاشقی دیوانہ ایست در پی تزیین نمی شود !  
 گویا شعر قصہ غربتی انہما فضل آمد تو از من این سخن را جان من نشیند ای گاہی  
 غربتی گزشتہ تشبیہ و تمثیل و قرین شعر ترک من خوشی میکند اشعار سہل و سادہ را  
 نہ کہ اشعار از اسرار حق بی ردیف و تافیہ اشعار راست  
 ہوا از غربتی شعر و ممتا کہ پیش لعل خوشگویی تو دل است

ابوالمعالی اس بات کے قائل ہیں کہ عشق کے بغیر انسان کامل نہیں ہوتا۔ عشق نہ ہو تو کلام  
 میں سوز و انداز کم ہوتا ہے۔ مگر اقبال نے سوزناشتی کا دوسرا نام خون جگر کہا ہے۔ انہی کا قول  
 ہے :  
 نقش ہیں سب نام تمام خون جگر کے بغیر

غربتی لکھتے ہیں :

غربتی سہل ہے کہ فی سوز و ز عشق در کلامش سوز و ساز دیگر است  
 تازگی دارد و گرایں باد شمس غربتی زانکہ میلش با جواں تازہ دای نوخیز بود

انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وہ انسان ہی نہیں جیسے عشق نہیں ہے



گد مڑا عشق آن پرست چہ پاک  
ہر کہد عشق نیست آدم نیست  
ابوالعالیٰ اکثر صوفیہ کی طرح عشق مجازی کو عشق حقیقی کا پاک سمجھتے تھے وہ کہتے ہیں :

می توان در حقیقت عشق باخت  
در حجاز این شیوہ گم و زنیہ ای  
اور شاید ان کے پیر کا فرمان بھی یہی ہو :

گد گنہ دار شاد پیر یا لبشوق مردان  
بندہ غفلت ہو دارم بجاں باشم مرید  
ان کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایک نوجوان سید سے پیار تھا ان کے متعلق لکھا ہے :  
دلہا سید محمد کہ لبہ زیبائی  
تشکل شد مہ تا بقدم نور خداست  
ان کے ایک اور محبوب کا نام عبدالرشید تھا :

چوں خدا در حسن و خوبی مثل او کم آفرید  
از خدا خواہم کہ باشم بندہ عبدالرشید  
ان کے ایک محبوب دھلوی تھے اور دوسرے بلوچ۔ چنانچہ ان کی تعریف میں لکھا ہے :

اں دلبر دھلوی کہ شکستہ راست  
چوں مہ نہ ستر تا بقدم پر نور راست  
گفتم بکجالت برسد ماہ دو ہفت ؟  
گفت نہ کہا، بنور دھل دوراست

نگار من چو بلوچیت رخ چو مہ دارد  
بہ تیج روز سرخون من نمی گذرد  
بہر حشای بلوچی مرا تبہ دارد  
بل ز جہل بلوچی شہر انگہ دارد

یہ تو یقینی ہے کہ ان کا عشق پاک تھا اس بات کی تصدیق بھی انہوں نے خود کر دی ہے :  
چوں بہ اں ماہ عشق من پاک است  
از رقیباں او سپہ پاک مر

ان کے اشعار میں عورت کی تعریف بھی ملتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہے :  
شلوار سرخ و مقننہ زرد اں نگار  
ساقی بہار است بیاہام من بسیار

روی گلزنگ تو خود راحت دارم دست  
گر کنی زیب بگلگونہ زمی نور بنور  
تشنہ سرخ امی بت حندی  
بر حبیب تو برگ گلستا راست

انہوں نے محبوب کے ساتھ راز و نیاز، بات چیت اور نوک جھونک کو بھی پیار سے راز سے



نظم کیسے مثلاً :

غریبی ووش برش قند سلہی می گفت

لغت : مویہ و غنیمت شمر افسانہ گو

غریبی ووش برکشیں نامریقی می گفتم

تند شد گشت : برو عشق دگر داز باو

آمد آن مزچوں : زمین تو کف دید گفت

تند دولت آزمای دانی کہ دولت میرو

آمد می پیش دید وقت نماز

چیت : فرما : نماز بجز اریم

چو گفتہ امی لیر : زمین بہن گفت

برو بابا کہ اینہا کار من نیست

بعض اشعار سے ظاہر ہے کہ غریبی ووش نام کے مطابق تمثیل سے کام لیتے ہیں۔ پہلے

ایک مصرع میں ایک بات بیان کرتے ہیں۔ دوسرے مصرع میں اس قول کی تائید و توثیق کے لیے

منطقی استدلال کے طور پر ایک مثال لاتے ہیں مثلاً :

سجن عشق بدل داند و لب رامکشا

سراں شیشہ فرو بند کہ بادی بخورد

غریبی زاعت تو گرفت و نیامشت قریب

کہ شب قدر نیامیز سگاں آوار می

از سخنامی ماحیہ می سکن

سجن مست معتبر نبود

غریبی ووش منشی سے خوب ریاضتیں کیں۔ سفر کیے۔ اصل اللہ کے ساتھ زندگی بسر کی

و کثرت پیوڑا وغیرہ سے منہ موڑا۔ روحانی مراتب حاصل کیے۔ قاب قوسین تک پہنچنے کی ہمتا کی۔ ہنس

کی طرح نہایت پرانے کا وہ نمہ ظاہر کیا۔ وہ عشق الہی میں کشت و کرامت کے اظہار کو وقت نہیں

دیتے۔ وہ سوز و رنج کو بہی حال دعا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو نہنگ قلزم توحید لکھا

ہے۔ ان کو اپنے سر شہ شہین علی الدین عبد القادر جیلانی سے والہانہ عشق تھا۔ وہ ان کو بعض

موقعوں پر اپنی طرح مخاطب کرتے ہیں جیسے خدا کو پکارتے ہوں۔ ان کے دیوان میں تصوف و

سیرت اور جناب و معرفت کے مضامین جابجائے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اشعار پیش

کرتے ہیں :

تاری بر سر الا اذ لا نوحش

غیر جسم زن بہ تیغ لا الہ



گد مراً عشق اُن پرست چہ پاک ہر کہ عشق نیست کہ نہ نیست

ابوالاعلیٰ اکثر صوفیہ کی طرح عشق مجازی کو عشق حقیقی کہاں سمجھتے تھے دوست ہیں :

میں تو ان در حقیقت عشق باخت در حجاز این شیوہ مگر و زیدہ انی

اوشاید ان کے پیر کا فرمان بھی یہی ہو :

گد گند ارشاد پیرا عشق مرلے بندہ منعم ہوا دارم کہاں باشم مرید

ان کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایک نوجوان سید سے پیار تھا ان کے تعلق لکھا ہے :

دلہا سید محمد کہ بسمہ زیبائی تشکل شد مہر تا بدم نور خدا مست

ان کے ایک اور محبوب کا نام عبدالرشید تھا :

چوں خدا در حسن و خوبی مثل او کم آفرید از خدا خواہم کہ باشم بندہ عبدالرشید

ان کے ایک محبوب دھلوی تھے اور دوسرے بلوچ چنانچہ ان کی تعریف میں لکھا ہے :

اُن دلبر دھلوی کہ شک سواست چوں مہر مہر تا بدم پر نور راست

گشتم بجاالت ہر سہ مادہ دو ہفت گشت زکبا بہ نور دھلی در راست

فکار من جو بلوچیت رشت چو مہ دارد بہر جان بلوچ مراتب دارد

بہ اتنی روز سرخون من نمی گذرد بل ز جہل بلوچیں شہر انگہ دارد

یہ تو یقینی ہے کہ ان کا عشق پاک تھا اس بات کی تصدیق بھی انہوں نے خود کر دی ہے :

پہوں بہ اُن مادہ عشق من پاک است ازرقیبیاں او سپہ پاک مرا

ان کے اشعار میں عورت کی تعریف بھی ملتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہے :

شوار سرخ و متعہ زرداں نگار ساقی مبارک است بیا جام من بسیار

روئی گل زب تو خود راحت دارم دست لکھنی زیب بھگوانہ زمی نور بنور

قشہ سرخ امی بت حسدنی بر جبین تو برگ گلستان است

انہوں نے محبوب کے ساتھ راز و نیاز، بات چیت اور نوک جھونک کو بھی پیار سے راز سے



نظم پرستہ مثلاً :

غریب و دلبر بر پیش قدمی میں آنت  
 غریب و دلبر بر پیش قدمی میں آنت  
 تکرار میں ہے : میں تو کتب پر آنت  
 آہیں پیش ویر وقت نماز  
 چو گنتہ : میں پیر و عین گنت  
 آنت : موجود و غنیمت شمار افسانہ گو  
 تکرار گنت : برو عشق و کروا زباو  
 قدر دولت آنراں دانی کہ دولت میرو  
 چیت : فرما : نماز بجز اریم  
 برو بابا کہ اینا کار میں نیست

بعض اشعار سے ظاہر ہے کہ غریب و دلبر ہم کے مطابق تمثیل سے کام لیتے ہیں۔ پہلے  
 ایک مصرع میں ایک بات بیان کر سکتے ہیں۔ دوسرے مصرع میں اس قول کی تائید و توثیق کے لیے  
 منطقی استدلال کے طور پر ایک مثال لے سکتے ہیں مثلاً :

میں عشق بیل و اندول لب رامکشا  
 میں عشق بیل و اندول لب رامکشا  
 غریب و دلبر تو گرفت و نیازت قریب  
 غریب و دلبر تو گرفت و نیازت قریب  
 از سخنانی ماحیرہ می ریکی  
 سخن مست معتبر نبود

غریب و دلبر تو گرفت و نیازت قریب : غریب و دلبر تو گرفت و نیازت قریب کی بھر کی  
 تکلف و پیچیدہ سے منہ موڑا رہو جانی مراقب حال کیے : قاب و حسین یک پیشے کی مثالیں  
 کی طرح انسانی پکارنے کا وہ فرق ظاہر کیا وہ عشق الہی میں کشت و کرامت کے اظہار کو وقت نہیں  
 دیتے۔ وہ سوز و دل کو بھی حاصل دعا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو مشکِ قلزمِ توحید لکھا  
 ہے۔ ان کو اپنے سر شکر شینی علی العین عبد القادر جیلانی سے والہانہ عشق ہوتا ہے وہ ان کو بعض  
 موقعوں پر ایسی طرح مخاطب کرتے ہیں جیسے خدا کو پکارتے ہیں۔ ان کے دیوان میں تصوف و  
 سلوک اور جذب و معرفت کے مضامین جابجاست ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اشعار پیش

خدمت ہیں :

تاری بر سر اللہ خوش غیر جسم زن بہ تیغ لا الہ



قالب قوسین از چہ آمد منزل  
غریب بر بام او اسنے بر آ  
ماک و ملک بیک ہوزد ناہیں نہ نیم  
ماکہ در قلزم توحید نہنگ آمد ایم  
دیدہ ام دید است بیچوں را بچوں  
خلاق می گوید بچو چوں دیدہ امی  
بعض غزلیات میں خدا کو یا مرشد کو محبوب قرار دے کہ عباد ہی اصطلاحات میں مضامین  
پیدا کیے ہیں لیکن اکثر پر حقیقت کا ہی گمان ہوتا ہے۔  
غزلیں عموماً پانچ پانچ چھ چھ اشعار پر مشتمل ہیں زبان واضح و صریح ہے اور مخاطب  
کا انداز لیے ہوئے ہے۔ ان کی چند ایک نمائندہ غزلیں ہم یہاں درج کیے دیتے ہیں تاکہ ان  
کے زبان و بیان کا اندازہ ہو سکے۔

دیدن روی او صفابخش  
شید نعل شفا بخش  
پر تو عکس شمع رخسارت  
حرم دیدہ راضی بخش  
دل غمش را بجان کجا بدهد  
بجدا لقمہ کی گدا بخش  
غریب ہر کہ بست شد در عشق  
نقد دل را بہ دل رہا بخش  
نیست در ہیچ نازنین مہدی  
مولیانرا وفا بخش

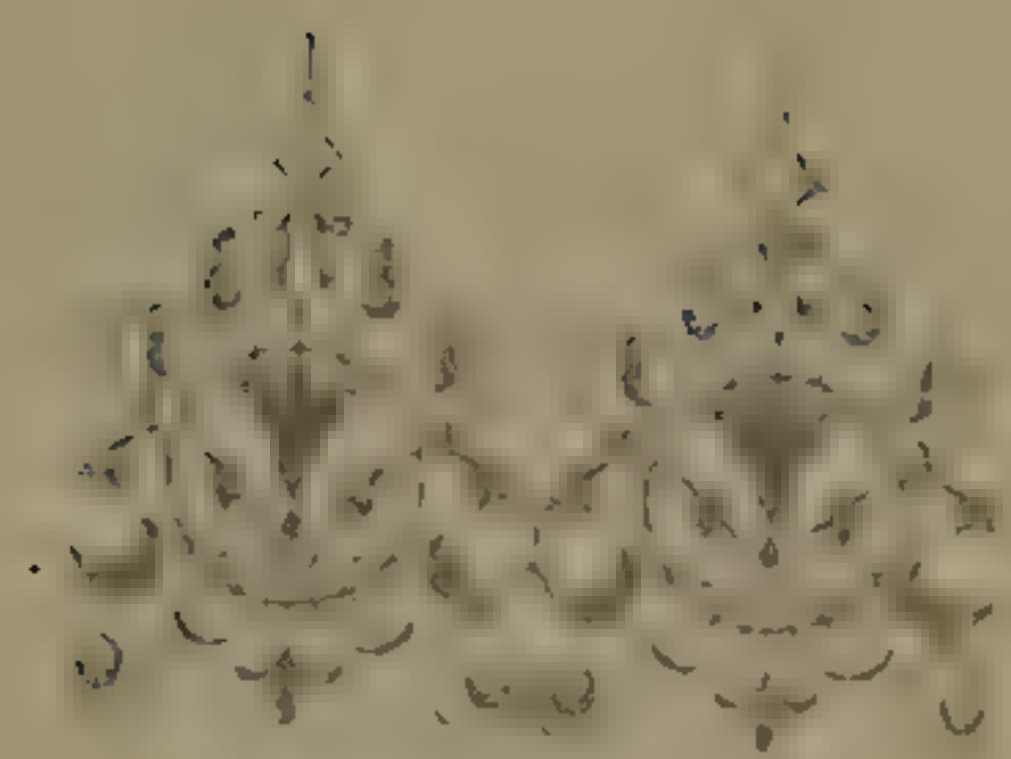
عاشقان را چہ برگ و ساز بود  
مایہ عاشقی نیاز بود  
صبح بکشد چشم مست از خواب  
در رحمت بصر باز بود  
ہر کہ دید آن دو چشم و گویہ گفت  
رسن ظالمساں دراز بود  
غریب اوست عاقبت محمود  
کہ بجاں بندہ ایاز بود

دل از آتش رخسار تیاں می سوزد  
اللہ اللہ چہ توان کرد کہ جاں می سوزد  
دل و جان سوخت چوں پُر از شمع و نر تو  
گر گم آہ این حال زبیاں می سوزد



ز آتش عمل تو جان و دل با سوخت اگر  
آتش نیست بیک زده جهان می سوزد  
شمع می سوخت که یعنی برخت ماندم  
همگفتند که نادان گمان می سوزد

شاد و خرمین چه بچسب که نگار در گوار است  
که دل و دیرایانش حرف لا بهر است  
کر باین دولت و خوبی سوی ما کم نگر می  
کله امی از تو نداریم که دولت کو راست  
نیست در زار مکیین چون سبزه خندان  
بهره کم روید آن جا که زمین شور است  
خریشی سوخته بزار و سومی میگرد آن  
زاهد ما است که او زنده کنون در گوار است









مَشْهُورَاتِ شَاهِ ابُوالمَعَالِي

مَشْهُورَاتِ شَاهِ

(فارسی متن)

مُتَنَبَّ:

سید محمد باقر بن شاه ابوالمعالی







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## محل اقل

از غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه نصیحتی خواسته بود فرمودند باید قرآن بخوانی و امر و نهی  
 نکما را بدو بدیش و مسافر که ببرد، سفره طعام هر چه باشد پیش آورد و غیب و حضور است باقی  
 و از اتفاق خبر کنی و دائم وضو لازم گیر و آنکه تمام من است او را با وقار و حرمت دارد با قضا و قدر  
 یعنی شویب از آن طرفی دیگر در بیان آورد بنابر مبارک این بیت را فذرو و دوسه بار تکرار فرمودند:  
 شاد و گیلانی که مردم را چون نور دیده است  
 من نعم دینی که حق ما را بومی بخشیده است

درین آثار اخوی محمد عارف بنده مت حاضر آمدند غالباً ایشان در خاطر شریف سر آمد کرده  
 آمد و بزرگوار وقت فراغت بود تکلیف کنم یکم جمع تیغها فرمایند که در نگین نقش کنم و در یکم برای  
 غرض نصیحتی عرض کنم سیم و ده خانه را بماند نیست آیا چه ظاهر گردد و اینها می دران فرمایند توجیه با انجمنی  
 فرمود فرمودند وقت برای بیت بنماظر رسید پس دوسه

بست امیر ارکان کاشف غالب فیض مستغنی است

همان چین بنماظر فقیه خطور شد اگر برای این حقیر کسی بیتی فرمایند چه بهتر شود بجز این خطور  
 بنقیر فرمودند برای شام بنماظر رسید آن نیست:

بود منصور فسیض لایزالی محراب است این ابوالمعالی

باز توجیه با انجمن محمد عارف نموده فرمودند الحال شهر کاشف بنماظر می آید همان ساعت  
 کسی از خانه اخوی دویده آمد و با انجمن عرض نمود که در خانه شام پسر وجود آورد فرمودند حضرت  
 غوث الثقلین رضی الله عنه را وقت وصال نزدیک رسید و در سیر عبد الوهاب نصیحتی طلب فرمودند



## حضرت فرمودند :

عليك بتقوى الله عز وجل - ولا تضع أحداً ولا ترح أحد السوى منه  
 وكل العوائج إلى الله ولا لا عليه وأطلبها جميعاً منه ولا تنف بأحد  
 غير الله التوحيد . التوحيد اجماع الكل - پرہیزگاری کنی خدا را از ہستی کسی  
 بہم نداری - یعنی کہی را جز خدا و بسپاری خود را بسخدا - پرہیزگاری  
 و بخواہی . ہر حاجات را از خدا و استوار داری - یعنی کی

ہر چہ اندیشی نہ پرانی فناست آنچه در اندیشہ نہای آن خداست  
 انومی برخصت حضرت بخانہ رفتند بعد از آن سرفی دیگر در میان آمد و بعد رفتی  
 باز فرمودند : ذبح عند النفس والحوی کن ارضاً تعف اذام طو لا و انصوم و ان  
 ہن ایدیہم - الحق عز وجل یخرج الحق من المیت ویخرج المیت من الحق والمؤمنین  
 حی والکافر میت والموحد حی والمشرک میت - قال عز وجل فی بعض کلام -  
 اور من مان من خلقی ابلیس یعنی عصائی . فماتہ بالمعصیۃ -  
 دین اثنار یک پارچہ چو تار و یک پارچہ محمودی نیاز آوردند - آنرا بالفقر عنایت فرمودند -  
 کشین جمال زیاط حاضر بود - فرمودند - بہ اسلوب عمدہ باقر جامعہ امی از محمودی و از ارادہ  
 چو تار قطع کن و خوب برون جوانانہ روی مبارک بمولودی آوردند و فرمودند کہ بفرمودی از پشت  
 مرا الفتی و ثبتی است و حق تعالی این را ہم با ما الفتی و ثبتی دادہ - الحمد لله علی ذلک  
 بعنایت تمام فرمودند -

بر سر یہ مروی سلطان محمد باقر است جان دل را دیدہ دل را جان محمد باقر است  
 "فتیر شب گذشتہ در خواب خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و بملازمت حضرت  
 نبوت الشتاین مشرف شد و بود پیش ہیچ کس اظہار نمودہ بود تمامی آنرا بمولودی گفتند و در  
 حیرت شدہ گفتند جان انصاف فتیر پیش ہیچ کس اظہار نکردد - آنچه بندہ دیدہ اند بہر تو جانور نکرد



رومی مبارک که بشرف فقیه آورد فرمودند :

منالی امین چون در دوشان دگر ساقی که از جام تنبیه بار، اصدق قوس نوشد

در آنکه مشاعره یار آن عزیز مرآت صنات. عدت بنان ایم با

آنکه واقف گشت بر اسرار یزد سر مقلقات چه بود پیش او

مولوی سن از محبت آلود فرمودند و فقیر را فرمودند تا اقباله کنی رفته مولوی را خصمت

کرد و بی نیت در این اثنا شخصی آمد و خبری آورد. مولوی منایت فرمودند. وقت شام رسید.

فرمودند که حضرت غوث الثقلین نیت افطار روزه پیش فرمودند. سحر شد. صلوات

بر حضرت و علی بن نقی افطرات سبحانک و بحمدک اللهم تقبل منا فانک

انت اسمیع العلیم و باب افطار فرمودند. حاجی حسین مافظ که از میان او مخلصان خاص

است حاضر بود و در خاطر داشت که با کوه روم. اندر خبری عجز آمد و از یاران دوستان

بر روی بست خواب آمد. درین مئی سابق بغیر گفته بود که یک وقتی رخصت خواهد گرفت بنظر

رسیده غرض نموده شود. بجز و بطور و ساجی حسین مافظ آورد و فرمودند بزرگان فرموده اند و پیش

راحت تمام است و از آفتاب دنیا کین است اما نهایت سختی در کار و درویش است که

او را نافرمانی پس آنشب که او را نافرمانی افتد آنشب او را امران بود و منتو است. و در

شب عراق سرچیه بود. در نظر حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم آوردند. بگوشت پیغمبر گفتند:

النَّشْرُ فُخْرِي. ای دوست. اگر امروز آنچه ضرورت دارد و فرعون را دادند. ترانه دهند.

زیر این عزت علیهم حضرت غوث الثقلین از پیغمبر صلی الله علیه و سلم نقل فرموده اند مثل دنیا و

آخرت چنان شرق و غرب است. هر چند که میروی که بدین نزدیک شوی از آن دور گردی. بر

زبان شریعت بندوق آوردند

دنیا که سر نیست بلب لبی مروین حق خادم او مانند بلبل کمرین

خواهی که در اندلس نباشد با تو چیزیکه مرا در است در و ذل کن



فرمودند : در هر دل که دنیا جایی گرفت خرابست نهانه خراب و در آمدن در این مرا  
و ترا شاید دل خراب حق تعالی را کی شاید دل یکی بیش نیست چون به محبت دنیا پر شده آخرت  
را در وی جا نماند.

فرمودند در دل ترا بهتر از هر دو بسیار حال ترا  
حضرت غوث الثقلین فرموده اند : اگر همه نعمتهای دنیا و آخرت پیش فقیه می آید  
بگوشت و چشم تنگ شود ، بت را ندیده نسازد ، هر گویا لا اله الا الله هر چه تحت کن در دست  
است ، چون بلائی شد الا الله ننگ گشت ، در ذکر حق چنان مشغول گرد که در حدیث افش  
و محبت وی مدخل نیابد :

این سر ایست که البته خال خبر یافت  
غرم آن قوم که در بند سرای دگر اند  
غربتی هر چه بجز دوست بود و در انداز  
نارنج ابل و انست بر کسار وید  
حالی چنین مافظا گردید ، بیامی حضرت افتاد و تائب از سر گشت ، حضرت عنایت  
فرمودند : أَصَبْتُ ، فَالْزَمَ

که یکدم با خدا بودن بر از ملک سلیمانی









گوید و مرد بن سلام گوید مستحب است در میان عورات که با خود سلام بگویند و نیز مستحب است  
 که مرد بن سلام گوید و درین اثنا پرسیدم که صائم را مسواک کردن چو نیست؟ فرمودند که نه  
 بمالغ نمکند. این است خلاصه سنن فتا اما آنچه حضرت نموت الثقلین در غنیه فرموده اند این  
 است: **يَجْتَنِبُ الْمَسْوَاكَ بَعْدَ الزَّوَالِ** یعنی صائم اجتناب کند مسواک را بعد از دوپه  
 بعد از آن عرض نمودم که اعتکاف در مسجد اولی بود بیشتر؟ فرمودند: حضرت نموت الثقلین فرموده  
 اند: **وَيُنْتَجَبُ لَهُ اِغْتِكَافٌ وَلَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ تَصَلِّيَ فِيهِ الْجَمَاعَةُ** یعنی مستحب  
 است از برای صائم اعتکاف و مستحب نمی باشد که در مسجدی که نماز میکنند در آن مسجد بماند و در  
 اعتکاف مشغول به تسبیح و تهلیل و تلاوت قرآن و درود و ذکر کلمه ختیه باشد و وقت شام شراب  
 بود فرمودند حضرت نموت الثقلین فرموده اند: **لِيُتَجَبَّ لَهُ تَجْبِيلُ الْإِفْطَارِ إِلَّا فِي يَوْمِ النِّهْمِ**  
 یعنی از برای روز دوازده شبی در افطار نگذرد روز را بر تاخیر کند.



## فصل سوم

تاریخ و حجم یادکرد ببلای زمت حضرت ایشان نشسته بودم شخصی آمد که ظاهرش بسیار  
 به صلاح و قیام آراسته می نمود برای او قیام و تقویم فرمودند و حضرت ایشان برای مسلمانان و علماء  
 بسیار تقویم فرموده اند و زمانه گذشت یارب چه سبب باشد بجز و این خطر فرمودند که حضرت  
 غوث الثقلین در غیبه السالبین فرموده اند: یکه قیام لاهل المعاصی و اهل الجور و مستحب  
 احصاء و الواسعین و المومنین و کرام الناس یعنی مکر و راست قیام از برای اهل معاصی و  
 جور و مستحب است از برای امام و راه و پیر و اهل دین و مومنین و بزرگان آخر ظاهر شد که این مردم لاهل معاصی و  
 جور بود و درین عرصه کرده شد که شیخ سعدی زمت الله علیه را یعنی اعز و نوشته اند که از  
 دست حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی الله عنه مرید است چگونه باشد که از تاریخ چنان  
 مفصلاً می شود که پیش و یک سال بعد از فوت حضرت غوث الثقلین تولد شیخ سعدی بوده  
 فرمودند: راست است دست شیخ عبدالقادر ثانی که پسر حضرت شاه عبدالذاق بن حضرت  
 غوث الثقلین است و بصورت و سیرت شبیه با حضرت بوده مرید است و بعضی اهل بلن  
 از روح شیخ سعدی علیه الرحمة بچشم خبر داده اند و بعضی که حضرت غوث الثقلین را حضور گفته اند آنجا  
 غایب نموده اند و این آثار حاجی عبدالقادر نام سیاحی ببلای زمت حضرت ایشان به نیازه تمام آمده مشرف  
 شد و عرض کرد که بحضرت روشن است که در بهار سفر مکه منظمه نموده بودم و در یا جهاز بشت  
 و من بر تخت مانده از بهیبت حادثه لرزان و خیزان بودم و بعضی افراد را که زیارت کرده بودند و یاد  
 آدم یاد میکردم و یاد میخوابیدم و میگفتم که یا الله بهرکت رسول حق بهر که ادرین وقت غوث بهان  
 کرده بجز برسان و درین این یاس ناگاه یک شخص ظاهر شد و دست من گرفت و بکنار رسانید  
 و یک حقه به دست من داد و بیست خرما داد ال بود پر سیدم که یا حضرت! اسم شریف شما چیست؟



فرمودند: ابوالفضل! فرمودند: فراموشش کرده‌ای رویین گهری قات نموده و این بیت خوانده بودی: سه

زمین عشق بچونین صلح کل کردم تو خشم کرد ز یاد دوستی تماشا کن  
و اما این بیت ذوق می بریم حضرت فرمودند: یا عبداللہ! من بعد این باز پیش  
تو بچس انظار نخواهی کرد.

پس مدتی عشق پنهان در زانوی کبریا نشانی که تمام کس میراند چو مستوقی نهان دارد  
حاجی عبداللہ عرض کرد که ارادته‌اش ماغت نکرد که از منکره نبوت یافته ام. لاجرم دوست  
که حضرت مرید کنند و گفتین فرمایید که حضرت ایشان مرید کردند و فرمودند: سه

ترا این بند به از حسد و عالم که بی یار نسدا نید بر من در  
فرمودند که حضرت غوث الثقلین فرمودند: مرید را شاید که با وجود پیر خود بگیرد می تو خجسته و  
بملاقات رود و حسد و میان غوث الثقلین را بر زبان نماند سه

ای حسدای من مرا انجم مگر زنده و مرده بخت بپیر دار  
فرمودند: این سلسله نقلی است که معز است روحیت نگه دار. اول فراتسن کمالی  
دوم از مظلالم به پیر میری. سوم دل به حق کس نه بندی الی بقی و فرمودند: مرید آن بود که نور را در  
پیر بازو، الی الی ترک، الی الی و آن این بود که از خواست خود پنهان بیرون آید که باز پیر است.  
و مرده در تحت تصرف سال. اگر در انترافض او را باقی بود یا نبودی چون و پیر را در باطن می  
بمانی بود و نور پیر است. لاجرم پیر پیر است. منی آنکه گویند مرید پیر پیر است. باید تا خدا پیر است تواند  
بود من یطعم الرسول فقد اطاع الله همین است. صغابی کا النجوم با یستم  
قد یتیم اهد یتیم. اشارت بدین است

سه کلمات معنی می یثغر من حرقت به: چو سوری عشق تنها باز و راست بین و تماشا کن  
میراند که منظوری نهان دارد



فرمودند منقواست هر دین پیر خود را گفت. انشب و خواب دیدم که شما پیر می فرمودید  
من گفتم چرا پیر در حال از دمی روگردانید و گفست. اگر در بیاری چرا در باطن تو بامی نماند بونی  
در خواب بیا می از تو چرا برو کار از سر گیر. فرمودند محبت این طائفه و اشتیاق این گروه اندک  
والت است. و نه هر دلی ثانیست این نعمت غالی است که توان نمود شکر. سرور و جهان صافی الشریه  
و طریقی اند. و احشائی فی غمزه المساکین این سکنت جز تسلیم بودن بر ربی  
عالم نگرود:

فربقی تائی توانی روز و شب از اندر اجساد شوق پیر شود هزاره  
درین آثار باغیر توبه فرمودند که حضرت خورشید الثقلین فرمودند اندر یکروزه انتف الشیب  
یعنی مکرده است پیرین موی سفید و مستحب است تقسیم ناخنها. روز جمعه باید که تقسیم ناخن  
باشد یعنی از دست راست ابتدا بخنجر کند پس وسطی پس ابهام پس خنجر بعد تقسیم شیب  
است نعل سر انگشتان و دفن کردن ناخنهای بید و شوره در خاک همچنین است حکم موی سر  
بدن و نون بامست و فصد حضرت ایشان برخواستند و این سبیل را در گوشه برود طریق و آداب  
ذکر که طایفه چنانچه روش سلسله حضرت قادر بر است تائید نمود فرمودند. از این برادر و فقرای  
حضرت قادر بر وقت خوابند بود و تحت دامن کوه فرمودند که در آنجا مشغول گردد. بعد از آن  
ساعتی بآن سیاح نشتم و چون و حکایت کردم گفست در دل گذشته بود که از تشنگی شیب آنچه  
فرمودند بعد از حضرت ایشان برستم. بنویزد و زنا فرمود که حضرت فرمودند و این هم بنامه داشتیم که اگر  
بخست خوانند فرمود بخوانم رفت و خوابم گفت که چرا مردم آنچه می خواستم یافتیم.





## محل چهارم

بنای سخ بنفتم باور نشان المبارک حضرت ایشان در خلوت بودند و فقیه یاران دیگر بیرون  
منتظر بود. ناگاه تشریف فرمودند و چند اوراق در زنبیل داشتند. در خاطر خط و شد. پیش ازین که دید  
ام که حضرت اوراق در زنبیل کرد و تشریف آورد و باشند. درین اثنا یک منزل آمد و استدعای انعام  
سلسله عظیم الشان حضرت قادریه نمود. اوراق از زنبیل بر آورده آنچه مرسوم این سلسله است تعلیم  
فرمودند و مرید ساختند و فرمودند: الوسیة علیہ بصدق المقام و اکل سحلات و الا خلاص  
فی کل حال. فرمودند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند: فی ابن ادم مضغاً اذا صلیت صلوایا یا  
جسد و اذا فسدت فسد سایر جسده. الا وھی القلب. و حضرت غوث الثقلین فرمودند:  
صلاح القلب بالتقوی و التقوی بالتوکل علی الله عزوجل و التوحید الله و الاخلاص فی  
الاعمال و فساد و تقدم ذلک. حضرت ایشان برخاستند و همه یاران را رخصت فرمودند  
و خود را بنحیه سیری فرمودند. درین اثنا یک شخص رسید. او از ملک پنجاب بود و سیاحت بسیار  
کرده آمده بود. چنانچه اول باوصاف ذمیمه موصوف بود. بعد سیاحت نیز به پناں باوصاف  
ذمیمه متصرف می نمود و از سیاحت خود می تانید. قد مبوسی حضرت ایشان کرد و در و بنحیه آمدند.  
فرمودند که حضرت غوث الثقلین در باب مسافرت فرموده اند: یجب ان یکون سفر المؤمن  
من اوصاف المذمومة الی صفات الحمودة. بخواد و سفر حال کند بخواد و حضرت آن شخص عرض  
کرد که الحال هم اراده مسافرت دارم. شب گذشته بر مزار محمد و مرید علی بن موسی می رفتم و بر  
مزار بودم و دادم و فاتحه خواندم و تمکیم بر بر آن کرده شب بر آوردم. از مدعای خود در خواب  
هیچ ندیدم. فرمودند حضرت غوث الثقلین فرموده اند که زیارت قبول کنید و بپوشه نه میرد تمکیم  
بر قبر نکنید که این عادت یهود است و فاتحه خواندن برین طریق سورة فاتحه یکبار و سورة اخلاص



با خاص میزد و بار و دیگر بر چه قرآن یاد باشد بر خوانند و اگر سوره یسین خوانند بهتر است و ثواب  
 آن بسیار است و قبر بکشد تا صاحب تصرفی و مقامی توجه نداشته باشد و حکم نموده باشد هیچ  
 مدعا که فیضی دید نمی شود و نیز حضرت غوث الثقلین فرمودند : لا تسامروا منتظروا یعنی نول  
 نشوید از سوائی بگزارد رب الغزت و دعا را منتظر باشید بر حصول مدعا و بآن میاج فرمودند که تو  
 بچندید دای - بنا بر آنکه مخالف شریعت نبومی کرده ای - این بیت بر زبان شریف رانند  
 حسن دغای تو اگر مستجاب نیست مریخی زبان تو دیگر و دل دگر دنیا چه کند  
 و نامرستی آن حسن خاں بود -



## مقتل بنی نضیر

بنی نضیر که نوزدهم بودند کورسجدهات دریافتند از دست مستعربان و بفرموده فرمودند که هر کس را  
 بقتل خودگان افتد و به تنصیبت بواجب نفسانی و شیطانی از تنصیبت شرعیست بیرون افتد و بقتل  
 ناقص خود می گردد از سجدات محروم می شود و عقل در کار خود اینگونه است که قتل آنست  
 قیاس است و خدا بقیاس این نیاید که خدا بر مشیت است نه بر قیاس بندهگان و قتل مخلوق و جز  
 است عقل مایا فرمید تا بداند که بندگان چگونه باید و متابعت انبیاء و پس روان ایشان چنان  
 باید کرد و فرمودند منقولست : ان الله تعالى خلق العقل في احسن صورة تا ثم قال :  
 اقبل فاقبل ثم قال : لا ادبر فادبر و قال و عنوني و جلالی ما خلقت فی خلقی اجل منك  
 بك اعطى بك احد و بك احاسب ، بك اعاقب و الدلیل علی حقیقه هذا ان الله تعالى  
 خلق فی عباده شیعین و هو الامر و النهی ، و كما هو موقوفان علی عقل كما هو مباه فی التنزیل :  
 فانقوائهم یا اولی الالباب - یعنی تحقیق الله تعالى پیدا کرد و عقل را در یک صورت پس گفت  
 آن عقل بیا این آمد پس گفت آن عقل باید و پس رفت پس گفت خدا تعالی رسد کند عزت  
 من و بزرگی من - پیدا کرده ام من در پیدایش خود بزرگ تر از تو - تو میگردی - تو میگردی - تو میگردی  
 میکنم و تو عذاب میکنم و رهنمود میکنم - بر همین بودن این دلیل نیست - بدستی و راستی که حق تعالی  
 پیدا کرد - در بنده بانی خود و چیز را و آن دو چیز امر و نهی است و این هر دو موقوفند بر عقل چنانچه  
 آمده است در قرآن - بترسید خدا یا ای صاحب هوش (ذوی عقل) و این اشاره تفسیری بر  
 اقوال شتی می گفت و گفت هر آنچه بقتل راست آید به آن عمل باید کرد و تنصیبت پیغمبری و تنصیب  
 و علم و شایسته رضوان الله علیه جمیعین را چه حاجت به حضرت فرمودند امر است - حیوان  
 و اشیا را رسان و اولی الامر منکم فاسئلوا عن الذکر ان کنتم لا تعلمون -







بر زمین خواب رود و مکرراً صلوات الحاحیات ادا نماید حق سبحانه و تعالی حاجت برآورد و بعد  
 فرمودند که حضرت غوث الثقلین فرموده اند که چون بنده مبتلا می شود ببلای اول عدوت دفع آن  
 از خود می کند چون خلاص نمی شود طلب یاری در دفع آن از غیر حق بخلاق الله میکند هیچ  
 وفا بهیت نمی یابد توجه حق میکند و از غیر حق روی می گرداند و تضرع و زاری بدرگاه حق می  
 نماید هیچ کشایش نمی یابد باز توجه بنایق می کند و در پی سبب می رود هیچ فقیاب  
 نمی شود و باز به سبب روی آورد هیچ فقیاب نمی شود باز بدرگاه الهی تضرع و زاری می  
 می افتد و از غیر بالکلیه منقطع می شود فلا میری الا فی الحق عزوجل نمی بیند  
 بنده هیچ فعل را که فعل حق نصیر و موقناً مؤمداً لا فاسل الا الله یعنی یقین میگیرد  
 بنده را که قائل حقیقی نیست مگر ذات واجب الوجود بعد دفع خواطر می شود و غافل جمع  
 می دارد و هیچ تفرقه داوره نمی یابد و میراند

اندرین دایره دیار یکبست است الله النافع و العشار یکبست

و بعضی سعادتمندان را حق سبحانه بدین روش او سلوک میسر میکند و بطلب میرساند





## محل ششم

بتاریخ بیستم ماه رمضان المبارک بمذازمت حضرت ایشان عرض کردم که تو مثل حضرت  
 نفوس الثقلاین در حاجات چگونه باید کرد و فرمودند که دو گانه آن حضرت ادا نماید و در کعبه اول  
 بعد فاتحه سورۃ اخلاص یازده بار بخواند و در کعبه دوم بعد فاتحه سورۃ قل یا ایها الکافرون  
 یازده بار بخواند چون سلام دهد بر پیغمبر صلی الله علیه و آله یازده بار در دست و متوجه قلب گردد  
 و یازده قدم رود و در هر قدم یازده بار با حضور تمام بگوید : یا شیخ عبدالقادر شینا الله  
 و حاجت خود عرض دارد و در حضرت قبول کند باز بشیند و هزار و یک بار اسم اعظم با شرط بخواند  
 و آ یازده روز یا شب لازم گیرد اگر چه پیش ازین حاجت برمی آید اما تا یازده روز در دست  
 در خاطر خطور شد که حاجت منجبی دارم اگر رخصت یابم متوجه کردم بهر و خطور فرمودند -  
 رخصت دادیم بکن آنچه دیر شرط بود فرمودند بهمان شب غسل نمودم حق سبحانه و تعالی بفضل  
 خود و کرم ایشان حاجت برآورده در آن شب بر اقامه دیدم در یک جا ایستاده ایم بزرگان بسیار  
 در آنجا نشسته اند یک شخص پیداشد که شبیه حضرت ایشان می نمود و همه بزرگان بر او تشبیه او  
 بر خاستند همه را گذاشته پیش روان شد گویا یک بشینه غنوفست در آن درآمد و این حقیر نیز  
 قدم بر قدم ایشان روان شد و در پیش ایشان با دس تمام می رفت تا که یک خانه نورانی ظاهر  
 گردید در آن آمد و فقیر گویا در محبت است و ایشان در آنجا مستغرق بیادتی شدند بطریق  
 مراقبه و اجماع و مستولی گشتند ایشان چون از آن حالت فارغ شدند در عالم چگونه گردید و چنان  
 باز تو انهم رفتند درین اثنا حضرت فارغ شده مترجم گشتند فقیر را در فضل گرفتند و فرمودند -  
 آنچه از من و اشتاق پیدا فرمودند

آنچه از من جان جان دید و دانسته ایم  
 بهر گفتن نیست بهر دیدن دانستن است



فرمودند: تو مجاز را خواندی، از روی حقیقت بخوان - بند و عرض نمود و حقیقت بفرمایند  
که توانیم - فرمودند: این را از ابوالمعالی دریاب - بیدار شدم حاجت صعب خود را بجا  
منتقصی دیدم - بگما: بعد از مدت حضرت ایشان آمده مشرف شدم - بجز و دید تقصیر نبود - فرمودند  
فرمودند که شب حضرت غوث الثقلین بر تو بسیار شفقت کردند -

### عرض کردم:

من که باشم که بر آن حاضر حاضر گفتم <sup>لطفاً میکنی امی خاک در دست بکنم</sup>  
و ماحول مسألت نمودم - فرمودند: حقیقت وقتی میرسد شود که این دو چیز حاصل نشود -  
یکی فنا از خلق بکرم الله تعالی و دوم فنا از بهر خدا علامت فنا از خلق القطار از ایشان  
است و ناامیدی از چیزها که در دست ایشان است و علامت فنا از بهر ترک یک  
نیست و تعلق است بسبب دریافتن نفع از و آنچه طریقه خواندن اسم اعظم بود بفقیر  
تلقین فرمودند و دیگر آنچه لازم حصول فنا از حقائق بیان نمود فرمودند: اجبت فلزم -  
درین اثنا شخصی بسعادت قدسی مستعد گردید و عرض نمود که در تمام است که از شمر  
نفس شریک به هرا و هوس نفسانی و شیعیانی مشغول بودم - دیدم در راه جامع مسجد شریف بودم  
بحال مبارک افتاده بودم از آن وقت دل از لذات نفسانی برگشته راز اوقات گذشته  
پشیمانی حاصل شد - اکنون بخدمت آمد ام که نائب گفتم و چنانچه تلقین شوم - غلی الدوام -  
النار الله مشغول باشم - به تجوید کلمه نمود - فرمودند: حضرت غوث الثقلین فرموده اند:  
اجمدان یكون مغلوباً مقهوراً ولا تکن قاهلاً واجمدان لا تاكل لقمة  
ولا تمس خطوة ولا تعجل شیئاً الا بنیة صالحة - یعنی بگوشت آ آنکه باشتی منقسم و متمرد  
نباشی تو قهر کننده بلکه باشتی قهر کرده و شده که این بخوری انتم و نرومی گامی بگره نیست نیک و  
فرمودند: بجز و نااموشی و خلوت و در سجده که عبارت از ترک همه گناه است و مراقبه که عبارت  
از حفظ جوارح است - لازم گیری و ذکر را در احوال باشتی تا بی اختیار جاری باشد و طرق آنست:



که آیت از زیر ناف بر آید و در از گشتی و نعلی ماسومی اندکینی که نیست هیچ معبودی و مقصودی  
و معبودی و تا کشف راست رساند که غیر حق را از دل کشیدم و پس لشت انداختم و باز در جبهه  
تساوی و ایالات بر دل ضرب شدید کند وقت اثبات محبوب با خود داند و اندک شکر که خدای  
واجب الوجود معبود و مقصود و معبود نیست و در دل ثابت گرداند تا بعد می رساند که هر وقت دل  
بجای بی اختیار درین صلب غلبی حاضر بایر اینی ملزم حق یا بدی غمزه که از طغی نباید بود - پس  
خوابش کند - بر محبت پریمی - ایستاد بقاء حال پیروز را غلب کند و طالب را در خواب و بیداری  
غم طرب پیش دل او می باید که باشد  
نه بیداری که مهرت از دل عشق در هرگز  
یونیر و بنگا میر و چرخ نیز و بتل خیزد





## محل مضمون

بتاریخ بیست و سوم ماه رمضان بملازمت حضرت شسته بودم. شخصی از ملک عرب رسید و بملازمت مشرف شد. در خاطر فقیر خطور شد که این شخص را گاهی در خدمت مشرف ندیده ام. از اختلاط و خصوصیت این فرد مجب است. عرض نمود که حضرت کی در اینجا تشریف فرموده اند. حضرت فرمودند: خاموش. تو از مطلب خود بگو. عرض نمود: بحضرت روشن است که درین ملک غریبم و نوآمده ام. بعضی می رنجانند و بعضی خوش میکنند. البته حب و بغض در دل پیدا می شود و دروغای سیفی عالم نفس برپا می آرد. هر که رنجاند او را بنهایت حق دفع توانم که و هر که الطاف نماید بنسب اشرفیت و علو منزلتی و حصول مطلبی بقبول آورم. اما می خواهم که از حقیقت آگاه شوم. هر چند میدانم اما از صاحب ولایتی دریابم بهتر است که از پیش خود ندانیم. حضرت فرمودند: این معنی کلام غوث الثقلین را ترجمه نموده ام. بطریق منظم این است. اما اگر مرتبه تسلیم دست دهد همه حق حواله نمایی بجهت او بخود باشی از همه بهتر است.

تو باش اصلاً کمال این است و پس

<p>گر فست در دل تمام بغض کنی گر یقین دانی که مبنی حق است مرحبا اهل و سهلاً با قبول ور بود فعلش همه مقبول حق الحق امی باطل هوایی بوده امی توبه کن از بغض میخواد از خدا باز گرد امی بیجا زین رسد</p>	<p>هر چند کن فعلش بشرح حق بسین نیست با شرح رسول الله است متنق گشتی بحق هم بار رسول تو ز بغضش می نمایی جامه شق یا ز مردان خدای بوده امی دوستی او بکن بادش دشمن او عاصی حق می شوی</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------



تا موافق با حسد را باشی ملام  
 حجتی جاوید یا بجز و التلام  
 فصل و حال و قیل و قال و بحثش  
 زن بمعیار کتاب و منتش  
 همچنین که ثبت کسی یا بی بدل  
 شو خدا را از بهوای خود گسل  
 که بود محبوب عیوبش بار  
 در بود مبعوض مبعوضش شمس  
 تا نباشد حسب و منتش از هوا  
 باشد از بهر خدای و مصلحتی  
 شو موافق با حسدانی یا هوا  
 شو مخالف با هوا فی با خدا  
 زانکه مامور می بایم امر و راه  
 اینچنین رو در نه می افتی بچاه  
 الاوی لا تقبی بار می بکوان  
 قد یفنیست فتن سبیل الشرب بدن

و فرمودند یک روزی حضرت رسالت پناه بجای بی رفتند صدیق اکبر همراه با  
 یک ساله قوم کنار صدیق اکبر راه دیدار مستطافتن گذشت صدیق اکبر با وی التماس نکرد  
 خاموش ماند حضرت رسالت پناه از مهر مبارک خود دستار بر آوردند و نزدیک صدیق آمدند  
 استاد در چوین زمان نیک گذشت صدیق اکبر در جواب او خنقی گفت بزرگ حضرت  
 رسالت پناه دستار بر سر نهادند و روان شدند و صدیق اکبر در پی روان شد و سر این معنی پرسید  
 فرمودند و قتی که وی در مکالمه ظاهر بود و خاموش بودی دیدیم که برو لغت دربار است و بر تو  
 رحمت نثار است من هم نترسم و در رحمت کشیدیم چون تو بکواب او مقتدر شدی دیدیم  
 که رحمت را باز گرفته اند و ترسیدیم مبادا بیشتر مقتدر شدی اینجا هم لغت بارد اجتناب  
 کردم روان شدم

غریبی اگر کسی بدست گوید  
 نشوی تیر و بخت باشی  
 و رکنی صبر بر جفا کسی  
 لاتی رحمت خدا باشی

باز فرمودند که کشین شیخ ابی الدین عربی نقل نمودند که مجذوبی اهل حال در آن راه رمضان  
 در دمشق پیدا شد و برگردنش نشسته چیزی می خورد تا گاه احتسب آن شهر که مؤذن جامع مسجد بود



پیداشد۔ بآن مجذوب تہدید بسیار نموده گذشت و بعد از مدتی چون مؤذن اذان گفت۔ بگوشت  
آن مجذوب رسید پرسید کہ این کیست؟ گفتندش یہاں کہ بر تو زجر کرده گذشتہ بود خدایا این  
نام تو نام دوست تو میگردد۔ من ازین در گذشتم و بخشیدم۔ یک گستاخی کہ من کردہ نادانستہ  
کردہ آنرا بگیر۔ فردای آنروز غرہ شوال بود۔ تمامی الہی و مہوالی برای تہنیت بکار بست بادشاہ  
رفتند۔ بہرہ را بلطف و کرم نظر کرد۔ ناگاہ نظر بادشاہ برائی مؤذن افتاد۔ غضب بسیار کرد و برآید  
مردم حیران شدند کہ ازین مؤذن بیچہ بوجہ دنیا دارہ کہ موجب عقاب خطاب کردہ۔ اما آن دانست  
کہ این غضب از غضب آن آگاہ راہ الہ است۔ خدمت آن مجذوب آمد ہزار الحاج و نیاز  
تمام قد مبوسی نمود و طلب توبی ادبی خود نمود۔ مجذوب گفت۔ من ترا از اول بخشیدم ورنہ نمی دیدی  
کہ پیامی کشیدی۔ چہ در دنیا چہ در آخرت۔ برو بخانہ خود۔ لفظ اللطاف والاعطاف۔ یہاں  
ساعت بادشاہ آن مؤذن را طلبیدہ خلعت پوشانید۔ و معذرت نمود۔ بعد از آن حضرت ایشاں  
برخواستند و ہمہ را رخصت فرمودند۔ آن شخص عرب گفت۔ بندہ در خدمت است۔ فرمودند  
واللہ تو درین بسیار ترا یاد میکنند و از محبت پیوستہ و زائلش است۔ بروز و قصد آن طرف۔  
فرمودند تا بہ پیر خود محبت حاصل نکنی و یکجہت و یکروی نگردی ہیچ حال نمی شود۔ دیگر ہمہ از دل  
دور کن۔ بگاہ خدمت حضرت آمدیم۔ ازین معنی اشعار فرمودہ بر تہنیم این بیت خوانند۔  
غریبتی ہر چہ بجز دوست بود و در اندازہ مذہب آل دلائل ہست یکساں ہما  
ہمہ و سوا ہما مجبور شدہ و وجہ محبت ایشاں پیدا شد۔ الحمد للہ علی ذاک۔ در ہر اثنا حضرت  
تشریف شریف از زانی فرمودند۔ سخن در بہت عالی افتاد۔ حضرت فرمودند : اِنَّ اللہَ یُحِبُّ  
المعالی الامور۔ و این ابیات بر زبان شریف را نندہ

دوست میدار دست راوند جہاں	ہمت عالی طلب کن امی جہاں
ہمت عالی حسد جوئی لود	ترکِ غیرش کردہ یکروی بود
بر کہ روی خود سوی دنیا نہاد	آتشِ حرصش کند او را رما د



آنکه با عقوبتی همی دارد و سمری  
میشود از کیمیا می اوزری  
آنکه دانه بختش مولا بود  
گوهر بی قیمت و یکتا بود  
چون بتوحید خدا باشد فنا  
قیمت او را که دانه حب خدا  
از خدا تا می توانی روز و شب  
ای منالک همست عالی طلب

رو می مبارک بملا نظام الیقین کاتب آورد و فرمودند درین درویش بود بزرگ و در  
بر به عرب بعضی برویان آن بزرگ صدق آورد و بودند میخواستند مرید شوند و نمی توانستند رسید  
بعضی درویش عرض نمودند اگر بخدمت شود یکی از فرزندان یا درویشان که در آنجا مرید  
گیرد و آن بزرگ فرمود که مرید گرفتن و تعلیم نمودن امانتی است و بغایت امر نیست غنیمت و  
کار نیست غنیمت از حضرت صلی الله علیه و سلم هر باغبانی به ترتیب رسید تا قیام قیامت در  
اصل سلوک این دولت باقی خواهد بود - الشیخ فی قوس کمال اللہ فی امة اشارت برین است  
ساکب بر تبه شریعت و طریقت و حقیقت نرسیده باشد و اجازت از پیغمبر صلی الله علیه و سلم  
و بزرگان ماسلف نشود کشین عارف باشد برین امر غنیمت کی تواند رخصت داد :

سألهما برودن مردان اتقوا - تا یکی را باشد زان حد بگذرد

اگر ساکب بعبادت نشاند عبودیت نمود و باشد و شیخ بخدمت کند پس شیخ خاین و خامر باشد  
هر که از بدویان میزاید که مرید شود و نمی تواند آمد - انظم نمایه که تا بانه بیست کنیم و مرید گیریم و  
آنچه در موعوم است بفرستیم چنانچه حضرت صلی الله علیه و سلم روزی که بیعت نمودند حضرت عثمان  
عاضه زبوره یک دست خود را نایب دست عثمان رضی الله عنه نمود و بیعت فرمودند و همه آن بزرگ فرمود  
که بعضی نادانان بخیال بزرگوار این ندارند از جهت طمع دنیا این پیشه بقسویلات نفسانی شیانی  
نمیگیرند و راه مسلمانان عامه می زنند و پروای گرفت و گیر آخرت و فیض جان خود ندارند این  
همه از جهت خوشبینی داری میگویم بلکه آنچه بامور گفتیم - لیصرف هذا من آتی بقلب  
میایم - درویشان همه تائب شدند حضرت الشیخ توحید بملا نظام کاتب آورد و فرمودند که حضرت



نفیث التقلین فرموده اند که در آن گذشته که محبت دنیا از دل نایل ساخته خیر دانه از جمیع طرائق  
فارغ آمد و بصدق و اخلاص روی در محبت خدای تعالی آورد و پیرامن هیچ آرزو نگردد و روز  
برد بطور خود برتری گیرد و این ابیات بر زبان راندند :

بعشق کوش دل از برای مال منال      مال بنیر آست میل مال و منال  
مباش دپای مال و منال باش مالم      تراز عاشق و عشق را ز حسن و جمال  
چو غریبی سر و زلف می توان کردن      برای آل کمال از برای کسب کمال  
یک شمس حاضر بود عرض نمود که بعضی مشایخ منع فرموده اند مردمان خود را که با کشیدن دیگر  
مناشید منع برای چه باشد ؟ فرمودند ممکن است بگویم الصَّعْبَةُ تَوُشُّوْا میل دل بدین جانب  
کند و شیش از نظر ساقط شود و به دیگری اقبال نماید. پیش طائفه طریقت این مثل است و معنوی  
است و صورت بلند و قطیعت - نحو ذیالشه من ذالک

یک دل داری پس است یک دوست را

دیرین اثنای یک شخص رسیده و غرض نمود که چند روز است بنیان ازار میرسانند.  
نه طعام خوردن می دهند نه نشستن و خواب کردن. و میرم سید سید بنیاست بر مردم خانه می  
اندازند و سنگ و کوب می زنند. اکثر دولیشان لایبور را ملازمت کردم. از هیچکس رفاقت  
نشد بلکه آمده شبها در ولیشان ماندند و آن دولیشان همه آزار یافتند حضرت به حاجی حسین  
فرمودند برو. در حویلی بلند بگو که فقیر ابوالمعالی میگردد. اگر من بعد هیچ گونه آزار خوابیدم بگو که منرا  
خواهید یافت. حاجی حسین رفته گفت همان ساعت از لدم ترفع شد و هیچ اثر آثار جینه  
نماند. فرمودند بر منقولست از بزرگی که فرمودند در ولایتی هزار سال دیرین راه قدم زدند و در  
خاطرش گذرد که این را قبول بالیستی، مرد چاه طلب است نه مرد طلب. آن نظام گریان در  
پای حضرت افتاد و از سر تایب شد. عنایت فرموده حضرت ایشان تشریف درون فرمودند.



## مجله ششم

آریخ بیست و هشتم ماه رمضان، بجله نهمت حضرت ایشان مشرف شدیم و ابراهیم درویش نمایان و حاجی حسین حافظ و آقا نظام کاتب و آقا نعمت که عالم قیصر بود و اکثر ابالی و موالی و فضلا و فضلاء بسیار حاضر بودند. یک شخص نمود نامی آمده عرض نمود که بنده آنست که شب چهاردهم در حسین گمر بخدمت بود و روز دیگر وقت عصر با حسین منوره آمده باز مشرف شده بود و حضرت فرمودند: خوب آید و دست کجا بودی؟ گفت: بجای که عیال است چه حاجت بیان است. درین اثنا یک شخص دیگر حاضر بود و عرض نمود: دست یک ماه است که بسایه مرا آزار می رساند و سائقی خاموش ماندند. توجه باز بجله حسین منوره نمود و فرمودند: روضه الابرار مطالعه کن و بر آن عمل نما. باشد که خدای عز و جل با خود آشنایی و از غیر رهایی بخشد. گفت: روضه الابرار ندارم. بقتیر اشارت فرمودند که خواهی داد. درین اثنا یک شخص عالمی رسید و آنرا یک بنزدی کیف خوا کرد و کردی است و قطب وقت است. کرامات بسیار دارد و ما پیشتر باطن ندایم تحقیق آن از خدمت حضرت میکنم. حضرت فرمودند: ولی کسی است که عارفت ذات و صفات اش باشد و مواظب باشد بر طاعات حق و از معاصی عیب بشود و از لذات و شهوات محترز گردد و شما خوب میدانید چه حاجتست بگفتن ما. مقرر است اگر امری برخلاف عادت صادر شود از اهل طاعت و ریاضت کرامتست و اگر از جهت ریاضت و طاعت صادر نشود، شکیباده است و اگر از غیر متابع پیغمبر صادر شود استدراج است و اگر از مؤمن غیر ولی، صادر گردد که سبب نجات او از غمی بایلامی باشد ممنون است چه حاجت تفصیل. همه در کتب اعز و مذکور است و مجذوب آنست که یکبارگی مجذوب حق شود و همه مقامات بنیاد الهی و رانندگی درت طی کند و اینها از مجاین اند و خلاف عادت



ظاہری نمایند.

بعد از عرض نموده که حاجتی پیش آمده است مستحب، طلب آرزو از خدمت حضرت می نمایم که حضرت حق تعالی آسمان کند. فرمودند حضرت غوث الثقلین فرموده اند هر که این را روز جمعه شروع کند و هر روز هزار بار بخواند تا جمعه دیگر. حق حاجت او برآورده گردد و اند:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ خَالِصًا مُخْلِصًا إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ صَادِقًا مُصَدِّقًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا قَالًا إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ أَبَدًا أَبَدًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ تَسْمُوهُ اللَّهُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. حضرت ایشان برخاستند و همه را از خدمت فرمودند، مگر فقیر را فرمودند بنشین. این فقیر حاضر بود که یک مردی که از همسایه آمده غرض نموده بند آنست که شب چهارم در حسین گھر سجد مست بود با کیم الدین. پرسیدم باری این را تفصیل کن گفت متصل حسین گھر نیلوفر زاری مجرب و غریب بود و شب چهارم در خدمت در کشتی نشسته سیر می فرمودند تمام شب بخدمت گذرانیدم. طلوع آفتاب رخست شد در منوره بملا حسین رسیدم و چون بحالت خواب بود پرسید چه حالتست گفتم تمام شب به بیداری در خدمت حضرت ایشان در حسین گھر گذرانیدم و سامع نکات عجیب و غریب بودیم و یازده بیت غوث الثقلین را رباعی رباعی هر بیت ترجمه فرمودند. گفت چه می گوئی حضرت ایشان تمام شب با باران در خدمت ایشان گذرانیدیم باز بجز تمام سجد مست حضرت آمدیم. ایشان یک شخص را مخاطب کرده می فرمودند که شیخ عبداللہ تهرمی از کمال اولیاء است منقولست یک مرد حاجی بمکه رسید ایشان رسید و گفت فلان روز در وفات تمام روز ما بخدمت شیخ عبداللہ تهرمی بودیم و بجمعیّت گذرانیدیم. او گفت عجب آن روز شیخ از جره بر نیامده و تمام روز ما بخدمت شیخ گذرانیدیم و بر دو تیران شده بخدمت شیخ آمدند شیخ فرمود بر قدرت حق ایمان دارید گفتم آری بشیخ گفتم. از قدرت حق ازینا چه عجب و منمورد آفتاب کیست همه کس همه جا میداند که بر ماست. اگر خدا غرضی بیک بند را بچنین نماید



می فریب و عجیب نیست حضرت ایشان باز تشریف بیرون آوردند و آن شخص که از همسایه  
 شکایت نموده بود نیز حاضر آمد. عرض نمود که ما را بسیار زحمت میاید و ایامی میماند که میفرمودند کس  
 بر ایندایمی همسایه مبرکنند زود باشد که حق تعالی آنرا مستر او میگرداند و این جهان می بزرگخانه  
 اش بآن مرد صابری داند و کلام دیگر در میان شد. بعد ساعتی کس او دید و آمد که آن همسایه که  
 آن همسایه که آزار می کرد بهین ساعت از بام افتاد و جان داد و خانه او را از جمت کفین و  
 تئیه او می خواهند که گرومی بمانند. آن مرد بیامی حضرت افتاد و مرید شد. همه را رخصت فرمودند  
 و فقیر تنها شسته بود. ناگاه شخص نورانی پیر ختانی پیدا آمد. بگرد آمدن او حضرت ایشان بیرون  
 تشریف آوردند. دست یکدیگر گرفته بگوشه رفته نشستند و فقیر نیز رفته آهسته و پلین نشسته  
 آهسته آهسته بانمودن میگرد و ذوق می بردند. گاهی سینه و چوکل می شکستند و گاهی چو ابرو به سار  
 قطرات از چشم می ریختند. بعد آن مرد نورانی از کیسه خود کاغذ برد آورد و به حضرت اتم نمودیم  
 بر آن کاغذ بوسه دادند. بر چشم نهادند و باز تسبیح برد آورد. آنرا هم بسیار تنظیم نمودند. بوسیدند. بر چشم  
 نهادند. بعد سرگوشگی سخن کردند. حضرت فقیر را طلبیدند و به پامی آن مرد نورانی انداختند و  
 و به تناسلند و آن مرد نورانی روان شد و از چشم غائب گشت. سینه مت حضرت عرض نمودم  
 که این مرد که بود و آن کاغذ و تسبیح چه بود. فرمودند. آن مرد شاه جمال الله بود. بنیر حضرت  
 نورش الثقلین و شاه غلام الزواق. روزی حضرت نورث الثقلین نشسته و خمومی ساختند. شاه  
 جمال الله پیدا شد. پیش طلبیدند و آب و بن خود را در دهن ایشان انداختند و فرمودند. این  
 امی فرزند تراست بران و تعالی تفری در از بخشید و همیشه زبان را بزرگ حق تر داری. الله تعالی ایشان  
 را عمری در از بخشید است و در عالم سیر می کنند و از کل ادلیار هندی و پس مرتبه عالی دارند و فوق  
 دارند که بکویت باشند که کس نشناسد. الحق هر که در الله تعالی رتبه طیبیت طلبید. ایشان را  
 به وقت او می آورد و بر آن کاغذ پاره دست خود حضرت نورث الثقلین بود که ایشان را خود  
 نوشته داد و بودند. تبرکات میگردانند و تسبیح حضرت نورث الثقلین بود. عرض نمودم که یا حضرت



چه بر آن کافه مرقوم بود؟ فرمودند: این مضمون بود که عالم آموز و بر آن عمل کن و بگفت می شود  
 مشغول مشو. بی ضرورت و هیچ کس را نبه می یابد مکن و جانشین ما را بوقار دار و طاهر خلق خود  
 باش و قرآن هر روز بخوان و دیگر این که در راه مردان سه طائفه اند: مشتاق و مدعیان  
 گویندگان سما. آنکه مشتاق اند بر سخن ایشان پیدا است و آنکه مدعیانند، بهیچ سخن بر سخن  
 ایشان هویدا است و آنکه گویندگان سما اند، بیگانهی بر سخن ایشان ظاهر است. پس ای  
 حقیقت بر شریعت است و شریعت بی حقیقت، بیکار و حقیقت بی شریعت، بی کار دیگر  
 محتاجی همه بود و درین اثنای سخن در محبت افتاد و فرمودند: محبت خدای تعالی نهایت و نهایت  
 همه مقامات است. سعادت ابدی از محبت خدای تعالی حاصل است. پس آن محبت  
 غالب گردد بجمال رسد، عشق گردد و من أحبب الله أحب الله و الله عز وجل  
 بنده را بخدای رساند. ازین معنی محبت فرض را در چهار و وفاء منع و سعاد و محبت  
 یکسان باشند. *المُحِبَّةُ لَا تُزَوِّدُ بِالْوَفَاءِ وَلَا تُنْقُصُ بِالْجَفَاءِ*

سعدی بجنایا ترک محبت نتوان کرد بر دوشینم اگر از خانه برانند  
 برای حصول محبت، خدای تعالی طریق بسیار است اما بهتر و آسان تر آنست که  
 محبت کشین خود بر دل جای گیرد. از این محبت کشین محبت حق نرود و دل جای گیرد و از این  
 محبت حق زود میتر میگردد و سه

چون تو ذاست پیر خود که دی قبول هم خدایت اندر آمد هم رسول  
 و فرمودند که پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرمودند: *كُلُّ مَنْ تَخَشَّعَ عَلَى عَوْنِ خَلْقٍ*  
*عَوَى الْكُفْرَ وَفُصِّحَ الْكُفْرُ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ* - این حدیث در بدو السامعه  
 فی علم الآخره آورده است و چون محبت پیغمبر صلی الله علیه و سلم و تابعان او باشد و در آخرت  
 با ایشان محشور گردد و بر زبان مبارک آورند و بتکرار می فرمودند:

ای خدای من مرا انجام کار زنده و مرده بشوقی پیر دار



و من فرمودند که درین دولت عظمی حق تعالی بر حسن حق بهر دوست داد است درین  
 اثنای عریفه مولوی حسن خاندنای سجد مست حضرت ایشان آورد و در آنجا مرقوم بود :  
 آرزو دارد باین همه خصلت و صلاح  
 از دو چشم مست تو یک غمزد باد فریب  
 شما تو کس را بی و حسن کلام  
 تو جاذب و وی مجذوب گردد  
 توانی ایمان و جان ای باد میما  
 ز حال نمود بتو کردیم ایما  
 کفر گستر راودین و نیر را  
 ذره غشقت دل عطار را  
 و دیگر از احوال بسیار نوشته بود و در حاشیه بفقیر و نا نوشته این بیت قسم

نموده بودند :

ای به بندهم گل حاضر نمایان را دستگیر  
 زانکه دست جانان از نمایان کتاف نیت  
 بجز با حبیب نشینی و باد و پیای  
 بیاد آر عجب آن باد پیما را  
 و آنچه از محفل مشیت آیین نوشته باشند بدست دارند و البته غنایت فرماید در باب  
 شایسته حسن غنایت فرمودند و بفقیر فرمودند - الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمُنْتَهِ که حق تعالی که لبتایت  
 پرورشیر از دولت عظمی که حق تعالی که شمارا کامیاب فرموده تعلق نسبتا را امر ترفع نموده است  
 نسبت محبت و دوستی میان ما و تو بوجود آورده - اللَّهُمَّ نَزِدْ - خاندانم عرض کرد که جواب  
 عریفه مولوی حسن مرحمت شود و دات و قلم طلبیدند و نوشتند -

يَا حَسَنَ الْخَلْقِ وَيَا ذُو الْجَلَالِ  
 أَيُّدِكَ اللَّهُ الْبُغْيُفِ لَا يَزَالُ  
 مستحسن بشیاریان عالم شود و احسن سرشتان و آدمی شود - الَّذِي وَقَّتْ عَلَى سِرِّ التَّيْلِيدِ  
 و تصدیق و من الصادق فيه صافیه که شایسته صد هزار و شصتین و ستایش است  
 برنامی مشکل کشای محتاجی محتاجی نمای مخصوص است منصوص آنکه ذیل صداقت تحریر یافته به  
 تحصیل آن نمی بیند و آنچه بصورت دور می نماید نتیجه و جبهه دور فرمایند و السلام - و در  
 حاشیه خود نوشته اند فرزند حجتی نور بصیر تحقیقی محمد باقر و حامی دوستانه می رساند -



بر آن نامه کن یا حسبانی بود      طرب نامه زندگانی بود  
 و اما مول مبدول بحضرت الشیخ برخواستند و سجاوت تشریف فرمودند و همه را  
 رخصت نمودند. الحمد لله رب العالمین علی ذلک. این بهشت منحل را مستحق  
 بهشت منحل کرد و در تحت انوار النور تشریف بنامه سیخ ۱۴۴۰ شوال ۱۰۰۰ هـ. چون این نسخه تشریف  
 در وقت متوجه شدن جانب هندوستان بقسمه توده بجهت اموریکه حق تعالی فیض یاسب نماید  
 میسر شده بعضی از آن مسوده بخیر گلشن امن و امانی و غنچه بخت فزائی و کامرانی گذارند و بعضی  
 خوابه عبد اللطیف طول اشراف و عمره و بعضی از آن و اهل و فقیر انصاف العباد و تار و کمر  
 مرقوم است و بلطف بنیادیت و عنایت بی نهایت جگر گوشه سید المرسلین تیر و کمر  
 بهم رسیده شد.





تَلَقَّوْهُمَا بِشَاهِدٍ شَاهِدٍ

مَحْشُورٌ

(أُرْوَدُ رَحْمَةٍ)

مُتَقَبِّلٌ

لَا تُكْشَرُ لَهُ الْبَيْتُ أَحْمَدُ







## محلِ اول

کسی سے حضرت نبوت تشکیل فرماتا ہے، درخواست کی کہ میں نصیحت فرمائیے، انہوں نے کہا:  
قرآن پڑھو، اور وہی کا خیال رکھو۔ اگر تمہارے پاس فقیر یا مسافر آئے تو اسے ماحضر پیش کرو۔  
فقیر یا غریب سے بھی اور مسلمان سے بھی ہمیشہ کی کور منافقت سے بچو۔ ہمیشہ باوجود غور و جدوجہد میرا نائب  
ہو۔ اس کی تعلیم کرو۔ راضی بفرما ہوا۔

اس کے بعد کوئی اور بات چلنے والی حضرت بنیاد ابوالمعالی نے یہ شعر پڑھا اور اسے

دو تین مرتبہ دہرایا۔

شاہ گیلانی کہ مردم اپنوں دید است من غلام وی کہتی بار ابونی بخشید است  
ارشاد جیلانی نے بتلایا کہ کیسے آنکھوں کا نور ہے۔ میں اس کا غلام ہوں کہ خدا نے ہمیں  
اس کا غلام بنا دیا ہے۔

اسی آثار میں میرے بھائی شہر عارف خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنے دل میں تین  
باتیں کہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ موقع ملے گا تو عرض کروں کہ پہلی بات یہ کہ حضرت  
میر جیسے تبرکات پر فرمائیں تاکہ میں تکلیف میں نہ رہ سکوں۔ دوسری یہ کہ میں اپنے لیے  
کسی نصیحت کی درخواست کروں۔ تیسری یہ کہ گھر میں بیوی امید سے ہے دریافت کروں  
کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی؟ شاہ صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آج سحر کے وقت یہ  
شعر ہو گیا تھا!

ہست امرا و حشدارا کاشف طالب فیض عارف

طالب فیض عارف، امرا و خداوند ہی کا انکشاف چاہتا ہے۔

اسی وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر حضور اس حقیر کے لیے بھی کوئی شعر کہیں تو کتنا



اچھا ہو۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے لیے بھی ایک شعر کہتا ہے۔

بود معمور فی عن لایزالی محمد بانسہ ابن ابوالعالمی

(محمد باقر ابن ابوالعالمی فی عن حسنہ اوندی سے معمور ہے۔)

پھر محمد عارف سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی "نعمہ کاشت" ظاہر ہو گا۔ استنبیہ ایک شخص عارف کے گھر سے دوڑا ہوا آیا اور اس نے الظارح وہی کہ اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت غوث الثقاہین کا وقت وصال قریب آ گیا ہے۔ یہ عبد الوہاب نے کہا۔ حضور نصیحت فرمائیے۔ انہوں نے کہا:

نَسِيتُ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَغْفُفُ أَحَدٌ وَلَا تُرِيكُ أَحَدًا يَوْمَ اللَّهِ  
وَكُلَّ السَّائِجِ إِلَى اللَّهِ، لَا تَحْتَبِدِ إِلَّا عَلَيْهِ وَأَطْلُبْهَا جَبِينًا قَسْدًا وَلَا تُثِقْ بِأَحَدٍ  
فِي رَأْيِ اللَّهِ التَّوْحِيدِ التَّوْحِيدِ اجْمَاعِ الْإِلَهِ.

"یعنی خدا کے بزرگ و برتر کے احکام سب جلال اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ خدا کے بغیر کسی سے امید نہ لگاؤ۔ اپنی تمام حاجات کو اسی کے سوا لے کر و اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ سب کچھ اسی سے مانگو۔ اسی کے سوا کسی کو سہارا نہ بناؤ۔ تو حید پر کار بند رہو کہ اسی پر سب متفق ہیں۔"

ہر چہ اندیشی پیرائی فناست آنچہ در اندیشہ ناپید آن خداست

"جو کچھ تیرے تصور میں آتا ہے وہ فنا پذیر ہے۔ جو تیرے تصور میں

نہیں آتا۔ وہ خدا ہے۔"

برادر م عارف اجازت لے کر چلے گئے۔

اس کے بعد کسی اور بات کا سلسلہ چل نکلا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت غوث الثقاہین نے ایک مرتبہ اپنے ارشادات میں یوں فرمایا:



نفسانی خواہشات کو دور کرو۔ قورم کے پاؤں سے کی زمین بن جاؤ اور ان کے سامنے  
خاک بن جاؤ۔ خدا کے بزرگ و بزرگوار کو مرد سے ست بہر نکالتا ہے اور مرد سے کو زندہ سے۔  
مومن زندہ ہے اور کافر مرد۔ مومن زندہ ہے اور کافر مرد۔ میری مخلوق میں سب سے  
سچے جو ملا وہ البیس تھا یعنی اس سے نافرمانی کی اور اس نافرمانی کی وجہ سے وہ مر گیا۔  
اسی اشخاص میں ایک شخص چوتھا چوتھی اور چوتھی کپڑے کا ٹکڑا نیاز آیا۔ انہوں نے یہ پارچہ پات  
لے نہایت فراتے۔ شیخ جمال خیال اس وقت موجود تھا۔ اسے فرمایا کہ تمہارا قبر کے لیے  
عمودی اکڑ اور پتھر کی شلوار بڑے طریقے سے کاٹنا۔ مجھے اپنے بیٹے سے بڑا پیار ہے۔  
اللہ تعالیٰ سے میرے لیے بھی اس کے دل میں محبت پیدا کی ہے۔ اَلْعَبْدُ مُحَمَّدٌ عَلٰی ذَالِکَ  
پھر یہی محبت سے فرمایا ہے۔

بزرگ پر سوری سلطان محمد باقر است جان دل را بد دل با جان محمد باقر است  
(محمد باقر سوری کے تخت پر تکیں ہے۔ وہ دل و جان کے لیے آگے  
اور دل کے لیے روت ہے)

جس کل رات خواب میں سوال اکرم اور نوشت الثقلین کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں  
نے کہی کہ یہ بات نہیں تہائی تھی حضرت نے یہ سارا ماجرا مولوی سے بیان کیا۔ میں حیران رہ گیا۔  
میں نے کہا۔ سبحان اللہ! میں نے جو کچھ دیکھا تھا کسی سے بیان نہیں کیا۔ آپ نے ہو ہو  
وہ بیان کیا ہے۔ انہوں نے رنج مبارک میری طرف کر کے کہا ہے

مقال را میں چوں در دشتان دگر ساقی کہ از جام تقیید ابد الطایق می نوشد  
اسے ساقی تو متعالی کو دوسرے در دشتوں کی طرح نہ سمجھ۔ وہ تقیید کے  
جام سے ابد الطایق پیتا ہے

وہ مانگو مشائخ باہر آن عزیز مرآت صفات طلعت جانا نہ ایم  
اُسے پیار ہے محبوب کا جلوہ ہمارے اندر دیکھو۔ ہم اس کے رخ انور



کی تجلیات کا آئینہ ہیں“

آنکہ واقف گشت بماسداریہو مسر مخلوقات پہ بود پیش او

(جو اسرارِ خداوندی سے آگاہ ہوا اس کے سامنے مخلوقات کے امرا کی

کیا حقیقت ہے)

حضرت نے مولوی حسن کو آگہ روانہ ہونے کی اجازت دی۔ مجھے کہا کہ میں ظالم گنہگار  
اسے چھوڑ کر آؤں۔ اتنے میں ایک شخص نیاز لایا۔ وہ مولوی صاحب کو دے دی شام لڑت  
ہو گیا۔ فرمایا۔ حضرت نموش الثقلین روزہ افطار کرنے کی نیت اس طرح کیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صُمْتُ وَ عَلَىٰ رِثَا قَاتِ افْطَرْتُ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ  
اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اسے خدا میں نے تیرے لیے روزہ رکھا

اور تیرے عطا کردہ رزق سے ہی افطار کرتا ہوں۔ تو پاک ہے تیرے لیے ہی

سب تعریف ہے۔ اسے خدا۔ ہمارا یہ روزہ قبول فرما۔ تو ہی سنتے والا اور جاننے

والا ہے۔

پھر اپنی سے روزہ کھولا۔

حاجی حسین حافظ اکس وقت وہاں موجود تھے۔ یہ حضور کے مجلس دوستوں میں سے

ہیں۔ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ وہ آگہ جائیں۔ لیکن افلاس مانع مختار انہوں نے مجھے بتایا

کہ یاروں دوستوں سے کچھ رقم مل جائے گی تو کسی وقت حضور سے جہانے کی اجازت مانگوں گا۔

میرے دل میں گزرا کہ میں اُن کے لیے درخواست کروں۔ میرے دل میں یہ خیال آنا تھا کہ حضور

نے حاجی حسین حافظ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا :

بزرگوں نے فرمایا ہے۔ درویشی سراپا راحت ہے اور درویش دنیا کی آفتوں سے محفوظ

ہے۔ درویش کے لیے وہ دن بہت سخت ہے جب اسے فاقہ کرنا پڑے۔ پھر جس راست



اسے فاقہ ہوا گویا وہ رات اس کے لیے مسراج کی رات ہے۔ روایت ہے کہ شب مسراج  
 نہیں کریم کے سامنے جو کچھ پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور فرمایا :  
 الْفَقْرُ فَتُفْرِی (فقیر ہی میرے لیے فخر ہے)

اے دستِ بزرگِ نمرود اور شہاد اور فرعون کو دیتے ہیں تجھے نہیں دیتے۔ کیونکہ اس  
 میں ایک بڑا راز ہے۔ غوث الثقلین نے رسول خدا کا ارشاد نقل کیا ہے۔ دنیا و آخرت کی  
 مثال مشرق و مغرب کی ہے۔ جتنا تم اس کے قریب جانا چاہتے ہو۔ اتنا ہی اس سے دور ہوتے  
 جاتے ہو۔ بعد میں انہوں نے بڑے ذوق سے یہ رباطی پڑھی :

دنیا کہ سرایتِ کج بی سرو بون      حق خادمِ اوستا الیسی کنن  
 خواہی کہ در ادخل نباشد با تو      چیزیکہ مراد است دخل مکن  
 دنیا بوجہ بے سرو پا سراست ہے      رخسارے بڑھے الیسی کو اس کا  
 خادم بنادیا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے کاموں میں دخل انداز نہ ہو تو وہ کام نہ  
 کر جس میں اس کا دخل کا رشتہ ہو)

پھر فرمایا : دنیا نے جس دل میں گھر بنا لیا۔ سمجھو اس کا خانہ خراب ہوا۔ خراب مکان  
 میں آپ جانا پسند نہیں کرتے تو یہ دل خانہ خراب خدا کے لیے کیسے سزاوار ہو سکتا ہے  
 دل تو ایک ہے۔ اگر یہ دنیا کی محبت سے بھر گیا تو پھر آخرت کے لیے اس میں کس سے  
 جگہ آئے گی ؟

فردِ در و خند اور دلِ ترا      بہتر از مرد و جہاں حالِ ترا  
 (تیرے دل میں خدا کا ذرہ بجز در و محبت و وہ جانوں کے حال سے بہتر ہے)  
 حضرت غوث الثقلین نے فرمایا۔ اگر دنیا و آخرت کی سب نعمتیں فقیر کے سامنے لاکر رکھ  
 دی جائیں تو وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور نہ انہیں اپنے راستے کا پتہ بتاتا ہے  
 اور یہی کہتا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ جو کچھ کون کے کئے سے وجود میں آیا ہے وہ لا کے



سے منفی ہو گیا اور **إِلَّا اللّٰه** وجود میں آگیا۔ فقیر ذکرِ حق میں اس طرح مشغول ہوتا ہے کہ نفس کی کوئی بات دخل انداز نہیں ہو سکتی ہے۔

ایں سرائیت کہ البتہ خلل خواہد یافت خرم آفتونم کہ در بند صراہی دگر اند  
( یہ دنیا وہ سرائے ہے کہ جس میں ضرور خلل آئے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ، جو آخری سرائے کی فکر میں ہیں )

غربتی ہر چہ بجز دوست بود دور انداز نہ ہب اہل والائست، بکسار مہما  
( غربتی، دوست کے بغیر ہر چیز کو دور پھینک دے۔ اہل دل کا طریق یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلکا رکھتے ہیں )

حاجی حسین حافظ روتے ہوئے حضرت کے پاؤں پر گہرے پوسے اور از سر نو تائب ہوئے۔  
خدا کی یاد میں ایک لمحہ گزارنا ملکِ سلیمان سے بہتر ہے۔





## محل دوم

ہیں ماہ مذکور کی ساتویں تاریخ کو حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا۔ الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارِینِ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا علمائے ظاہری فقر کو اضمحلال ہی سمجھتے ہیں اور صوفیہ اس کو اختیار ہی۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ کمال فقر یہ ہے کہ مرتبہ فنا حاصل ہو۔ دنیا و مافیہا اس مقام کا ادراک نہیں کر سکتے۔ خدائے متعال فقیر کو اپنے نور کی چادر سے ڈھانپ لیتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بڑے دقیق حقائق بیان کیے اور یہ اشارہ پڑا۔

براہ فقر و فنا تا نہ سرتدم دارم نہ در وجود نشانی نہ در عدم دارم  
(جب سے میں نے فقر و فنا کی راہ میں سر کو قدم نہ پایا ہے۔ وجود و عدم میں میرا نشان نہیں ملتا)

زمین ثابتہ خود چہ بجای دم ندون است کہ ہرچہ دارم ازاں نازنین صغر دارم  
(زمین ثابتہ کے متعلق گفتگو کرنے کا کیا مقام ہے کہ جو کچھ میں رکھتا ہوں وہ اسی نازنین شوب کی بدولت ہے)

رسید دلم چو معالی غنائی مطلق را براہ فقر و فنا تا نہ سرتدم دارم  
(جب سے میں نے فقر و فنا کی راہ میں سر پیش کیا ہے۔ میں نے معالی کی طرح غنائے مطلق حاصل کر لیا ہے)

برنگی شو کہ رنگی برنتابد سواد الوجہ فی الدارین اینست

(ایسا رنگ اختیار کر کہ چہرہ اس پر اور کوئی رنگ نہ چڑھ سکے صحیح

معنوں میں سواد الوجہ فی الدارین یہی ہے)



یعنی دونوں جہانوں میں چہرے کی سیاہی کا یہی مطلب ہے۔

بعد میں یہ بابرکت اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا کیے:

ممکن نہ تنگنای عدم ناکشید و نخت واجب بجاورد گاہ نمایاں ناتمام و عدم  
(ممکن نہ تنگنای عدم سے انتہی سامان سفر نہیں بانڈھا تھا اور واجب  
نے جلوہ گاہ ظہور میں قدم نہیں رکھا تھا)

در حیرت کم کہ ایں ہمہ اتمش غریب حقیقت برانق صورت آمدن طور خاص و عام  
(میں حیران ہوں کہ یہ عجیب و غریب نقوش خاص و عام کے سامنے کیسے چھوڑ گئے)  
باد نہاں و جام نہ سال آمدہ پدید در جام عکس باد و در باد عکس جام  
(شراب مخفی ہے اور جام بھی مخفی ہے۔ لیکن جام میں شراب کا عکس اور شراب میں جام  
کا عکس نمودار ہو گیا ہے)

جامی ممد و مبدای ما وحدت و بس ماد میان کثرت مہوم داستان  
(جامی وحدت ہمارا مبداء و معانی ہے ہم اس کثرت مہوم کے درمیان گرفتار ہیں اے بس)  
حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور سب دوستوں کو رخصت کیا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ  
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اسی وقت میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ سلام تھاں کلام تشریف  
ہے اور حضرت نے سلام آخر کلام فرمایا۔ ابھی یہ بات میرے دل میں تھی کہ انور نے  
کہا۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے کہ رخصت ہوتے ہوئے بھی سلام کہنا چاہیے۔ اس  
میں کچھ فرق نہیں پڑتا کہ سلام الف لام کے ساتھ کہا جائے یا الف لام کے بغیر سوا پرچہ سے  
کو اور بیٹھا ہوا چلنے والے کو سلام کہے۔ مرد و عورت کو سلام کہے۔ یہ مستحب ہے کہ عقیقہ آپس میں  
ایک دوسرے کو سلام کہیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ مرد و عورت کو سلام کہے۔ اسی اثنا میں سنے  
پوچھا۔ زہد دار کو مسواک کہنی چاہیے یا نہیں۔ فرمایا۔ مسواک کرے لیکن زیادہ نہ کرے۔ یہ  
فہمائی رائے ہے۔ لیکن حضرت غوث الثقلین نے فقیر النظارین میں لکھا ہے کہ زہد دار



کے بعد روزہ دار مسواک کرنے سے اجتناب کرے۔ بعد ازاں میں نے دریافت کیا۔ اعتکاف  
 مسجد میں بہتر ہے یا جنگل میں۔ انہوں نے کہا۔ حضرت نوح الثقلین نے فرمایا ہے۔ اعتکاف  
 اس مسجد میں مستحب ہے جس میں نماز یا جماعت ادا ہوتی ہو۔ اعتکاف میں تسبیح و تہلیل،  
 تلاوت قرآن، درود، کلمہ حقیقہ کا ذکر ہوتا ہے۔ شام کا وقت ہو گیا۔ مطلع ابراہیم آلود تھا۔ فرمایا۔ ابراہیم  
 دان کے سوا افکار ہیں بدمعاش کتنا مستحب ہے۔





# مغل موم

ماوند کوہ کی دسیوں تالیخ۔ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا۔ بظاہر حال و متقی نظر آتا تھا۔ حضرت اس کے لیے نہ کھڑے ہوئے نہ تنظیم سجالے۔ حال کے حضور اکثر علماء و علماء کا بڑا احترام کیا کرتے ہیں۔ میرے دل میں گذرا۔ یا رب اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ حضرت نے فوراً کہا۔ جناب غوث الثقلین نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔ عاصی و فاجر کے لیے کفر ہونا مکروہ ہے اور امام، والدین، دیندار، متقی اور بزرگ اشخاص کے لیے کفر اہونا مستحب ہے۔ آخر ظاہر ہوا کہ وہ شخص فاسق و فاجر تھا۔ اسی اثناء میں کسی نے کہا بعض اصحاب نے کہا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر بیت کی تھی یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ تاریخ سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ شیخ سعدی حضرت غوث الثقلینؒ کی وفات کے اہم سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ درست ہے۔ لیکن اہل بات سے کہ شیخ سعدیؒ، عبدالقادر ثانیؒ سپر حضرت شاہ عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلینؒ کے مرید تھے۔ شیخ عبدالقادر ثانیؒ صورت و سیرت میں اپنے دادا سے متشابہ تھے۔ بعض اہل باطن نے شیخ سعدیؒ کی روح سے یہ خبر پا کر بتایا ہے کہ عبدالقادر کے نام سے بعض اصحاب کو اشتیاق ہوا ہے۔ اسی اثناء میں حاجی عبداللہ سیاح نیاز کے کہ خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں کو معلوم ہے کہ میں نے مکہ معظمہ کا سفر جہان میں کیا تھا۔ سمندر میں جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختے پر رہ گیا۔ حادثہ کی وجہ سے مجھ پر لڑنے، طاری تھا۔ میں جن بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ان کو یاد کر کے ان سے مدد مانگتا تھا اور کہتا تھا۔ یا اللہ! رسول خدا کے طفیل اس وقت جس شخص کو تو نے غوث جہاں بنایا ہے۔ اسے ہمارے لیے بھیج۔ اس ناامید ہی کے عالم میں ایک شخص نمودار ہوا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے سائل پر لے گیا۔ اس نے مجھے



ایک ذبیاحی۔ اس میں بھی بریں تھیں۔ میں نے پوچھا۔ حضرت! آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟  
انہوں نے کہا۔ ابوالمعالی! حضرت نے فرمایا۔ تو قبول کیا ہے۔ تم تو مجھ سے حسین گمراہ ملے  
تھے اور تم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

زمین عشق بچونین صلح کل کردہ  
تو ختم کرد زما دوستی تماشا کن  
میں نے عشق کی برکت سے دونوں جہانوں کے ساتھ صلح کر لی۔ تو دشمن بن اور پھر ہم سے دوستی  
کا نظارہ کر۔

اور میں ابھی تک اس شعر سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اے عبداللہ  
اس کے بعد یہ بات کی بات کسی سے نہ کہنا۔

چو صدی عشق نہاں دار لذت گیر و آسائش  
کہ تماشا ملک میرا نہ چو مشوق نہاں دارد  
دستہ می کو در پیچے پیچے عشق کہ در راحت ولذت حاصل کہ کیونکہ وہ پیچے  
چو صدی کہ مشوق رہتا ہے۔ اس لیے اکیلا ہی ملک پر حکمران ہے۔  
ساجی عیال نہ کہنا۔ اس گردابِ بلا سے نجات پاتے ہی میں نے غم نہ کیا تھا کہ آپ  
سے درخواست کروں گا کہ حضور مجھے مرید کر لیں اور تقیہ فرمائیں۔

حضور نے اسے مرید کر لیا اور فرمایا :  
تو ایں پیر بہ از علم کہ بی یاد حسنہ امید بروں دم  
(تیرے لیے دونوں جہانوں سے بہتر یہ نصیحت ہے کہ یادِ خدا کے بغیر تیرا دم باہر  
نہ نکے۔)

حضور نے فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین! کہا کرتے تھے کہ ایک مرید کے لیے مناسب  
نہیں کہ پیر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع کرے اور اس کی ملاقات کیے  
جائے۔ خواہ ضرور حضرت غوث الثقلین کے مریدوں کے لیے یہ لازم ہے۔



پھر یہ شعر چپتا :

امی خدای من، مرا انجمن کار زندہ و مُردہ بعشق پیردار  
(اسے خدا آخر کار مجھے پیر کے عشق میں زندہ رکھ یا موت دے)  
اور نصیحت فرماتی : اس سلسلہ عظمیٰ میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے :  
(۱) منرائفن کو ادا کرو۔

(۲) ظلم سے بچو۔

(۳) خدا کے سوا کسی سے دل نہ لگاؤ۔

مرید وہ ہے جو پیر کے حکم پر جان قربان کرے۔ (الانذار تواتر الاحادیث)  
یہ ہے کہ اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اپنی خواہشات کو اس طرح ترک کر دے جیسے سانپ اپنی  
کینچلی چوڑ دیتا ہے یا مُردہ خصال کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اگر پیر کے متعلق اس کے دل میں  
ذرہ بھرا متاع اض ہو یا چوں و چرا کی گنجائش ہو تو سمجھو کہ مرید خود پرست ہے۔ پیر پرست نہیں۔  
اس کا مطلب یہ ہے کہ مرید پیر پرست ہو تو خدا پرست ہی سکتا ہے۔ مَن يُطِيعِ الرَّسُولَ  
فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ (جس نے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی) :  
بھی یہی مفہوم ہے۔ رسول خدا کے اس فرمان میں بھی یہی اشارہ ہے :

اَمْتَحَانِيْ كَالْتَجْوِمِ بِاَيْتِهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِحْتَدَيْتُمْ (میرے امتحانوں  
کی مانند ہیں تم نے جس کی بھی پیروی کی تم نے ہدایت پائی) روایت ہے کہ ایک مرید نے اپنے  
پیر سے کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کچھ فرما رہے تھے اور میں نے کہہ دیا کیوں نہ پیر  
نے فوراً اس سے منہ پھیر لیا اور کہا۔ اگر بیاری میں تمہارے دل میں کیوں نہ گنجائش نہ ہوتی  
تو تم خواب میں کبھی کیوں نہ کہتے۔ جاؤ : نئے سرے سے کام شروع کرو۔ اولیاء اللہ کی غیبت کوئی  
معمول دولت نہیں ہے اور بہر حال اس نعمت عظمیٰ کے لائق نہیں رہتا رہتا : مرنے دو تبار  
فرماتے ہیں :



اُسے اٹھائے مسکین زندہ کرے اور مسکین کی حالت میں موت دے اور روزِ حشر جسے  
مسکین کے ساتھ اٹھائے۔

یہ سکنت رب کے سامنے تسلیم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔  
غزقی تاملتوان روز و شب۔ از خدا جسے عشق پر خود بخود  
اسے غزقی استادن خدا سے عشق پر کے سوا اور کوئی دعا نہ مانگے۔  
اسی اثناء میں اس خاکسار کی طرف توجہ ہوئے اور فرمایا حضرت نوٹ الثقلین کا اثناء  
ہے۔ سفید بال چٹنا کر دیا ہے اور ناخن کاٹنا مستحب ہے۔ روز جمعہ ناخن کاٹتے چاہئیں۔ پہلے  
دائیں ہاتھ سے شروع کرے۔ پہلے چنگلی، پھر وسطی، پھر انگوٹھا، پھر بعد میں چنگلی کے ساتھ والی اور  
آخر میں شہادت والی انگلی کے ناخن کاٹے۔ ناخن کاٹنے کے بعد انگلیوں کے پورے دل کو دھونا  
اور رکٹے ہوئے ناخنوں کو زمین میں دفن کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح سر اور جسم کے بالوں اور  
فصد و جامت کے ٹول کو دفن کرنا مستحب ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت امجد کھڑے ہوئے  
اور سیاح کو ایک گوشے میں لے جا کر طریقِ قادریہ کے مطابق کلمہ شیبہ کے ذکر کی تلقین فرمائی اور کہا  
تین چٹلے پوسے کرو۔ فترائے حضرت قادریہ پڑھتے وقت حاضر ہوں گے۔ اسے اجازت دی  
کہ وہ دامن کوہ میں جا کر ذکر میں مشغول ہو جائے۔ میں کچھ عرصہ کے لیے اس سیاح کے پاس بیٹھا اور  
ادھر ادھر کی باتیں کہیں۔ اس نے بتایا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ میں سفید بال چٹنے کے متعلق حضرت  
سے سوال کروں گا۔ ابھی یہ بات میرے دل میں آئی تھی کہ حضور نے خود ہی مسئلہ پر روشنی ڈالی۔  
یہ بھی میرے دل میں تھا کہ اگر مجھے جاننے کے لیے کہیں گے تو میں نہ جانوں گا اور پوچھوں گا کہ  
کیوں جانوں؟ آخر جو میں چاہتا تھا وہ میں نے پایا۔





## مختصر چہارم

۱۰۔ ارماہ رمضان المبارک : حضرت اندر خلوت میں تھے اور میں دوستوں کے ساتھ باہر  
 نظر تھا۔ اچانک حضور باہر تشریف لے آئے۔ ان کی بغل میں کچھ کاغذات تھے۔ میرے دل  
 میں خیال گذرا اس سے پہلے بہت کم اتفاق ہوا ہے کہ حضرت بغل میں کاغذات دیکھ کر تشریف  
 لائے ہوں۔ اسی آثار میں ایک شخص آیا اور اس نے قوریہ سلسلہ میں بیعت کے لیے درخواست  
 کی۔ حضرت نے بغل سے کاغذات نکالے اور اسی سلسلہ کی راہ و رسم کے مطابق تلبیہ و دعا اور اسے  
 مرید بنالیا اور فرمایا۔ تم پر فرض ہے۔ سچ بولو۔ حلال کھاؤ اور ہر حالت میں اخلاص سے کام  
 لو۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ دل کی اصلاح تقویٰ، توکل، توحید اور اخلاص سے ہوتی ہے۔ اور  
 اس کی خرابی ان چیزوں کے نہ ہونے سے ہوتی ہے۔ بعد میں حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور دوستوں  
 کو رخصت کیا اور خود باغیچہ میں ٹہسنے لگے۔ راستے میں ایک شخص آیا وہ پینے کا پتہ دیا۔  
 اس نے بہت سیر و سیاحت کی تھی جس طرح سفر سے پہلے اس میں بری عادتیں تھیں۔ اسی طرح  
 سفر کے بعد بھی وہ بری عادتوں میں مبتلا رہا۔ اسے اپنے سفر و سیاحت پر بڑا ناز تھا وہ آگے  
 بڑھ کر آداب بجالایا۔ حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ حضرت کاوش الثقلین سے سفر  
 کے متعلق فرمایا ہے۔ مومن کا سفر رب سے خصال سے نیک خصال کی طرف ہے۔ خواہ وطن پر  
 ہو یا وطن سے باہر۔ اس شخص نے کہا کہ اب بھی میں سفر کا اہل و رکھتا ہوں۔ مگر استغفر  
 محمد پر علی ہجویری کے مزار پر کیا۔ مزار پر بوسہ دیا اور فاتحہ پڑھی۔ میں نے مزار پر تشریف نہ کیا  
 لیکن میں نے اپنی دعا کے متعلق خواب میں کچھ نہ دیکھا۔ حضرت نے کہا۔ کاوش الثقلین سے فرمایا  
 ہے۔ قبروں کی زیارت کرو لیکن بوسہ نہ دو اور نہ قبر سے ٹیکو۔ لاکھوں بوسوں کی ضرورت  
 ہے۔ صرف فاتحہ پڑھو اور وہ اس طریق پر۔ پہلے سورۃ فاتحہ بعد میں سورۃ اخلاص کی بار بار۔  
 پھر قرآن سے جو کچھ یاد ہو پڑھو۔ اگر سورۃ التیسین پڑھو تو بہتر ہے۔ اس کا خواب صاحب قبر کو



بکشتہ حبیب اک کئی صاحب تصرف و مقام تو جہ نہ کرے اور حکم نہ دے۔ دعا کا نتیجہ نمودار  
 نہیں ہوتا۔ حضرت فوش الثقلین نے فرمایا ہے۔ رب العزت کی بارگاہ میں دعا مانگ کر یا یوں  
 نہ ہو۔ قبولیت دعا کے لیے انتظار کرو۔ پھر اس سیاح سے مخاطب ہو کر کہا: تو نے شریعت  
 نبویؐ پر عمل نہیں کیا۔ اس لیے تم نے کچھ نہیں دیکھا۔ پھر زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا:  
 حسن دعا ہو تو گریستہ بنیست مہم  
 زبان تو دیگر و دل دگر دعا چہ کنہ  
 (حسن اگر تیری دعا قبول نہیں ہوتی تو رنجیدہ نہ ہو۔ تمہاری زبان اور تمہارا  
 دل ایک نہیں۔ اس لیے دعا کیسے قبول ہو!)  
 سیاح کا نام حسن خاں تھا۔





## مغل پنجاب

۱۹ راوند کور میں شرفیاب ہو کر خدمت میں حاضر تھا حضرت نے اس کا کسا کو غالب  
 ہو کر فرمایا۔ جو شخص اپنی عقل سے دھوکا کھاتا ہے۔ وہ انسانی اور شیطانی دوسوں کی تربیت  
 شریعت کی اطاعت سے روگرداں ہو جاتا ہے۔ جو اپنی ناقص عقل پر مغرور ہوتا ہے۔ وہ سبقت  
 سے محروم ہوتا ہے۔ عقل خدائی کامل میں عاجز ہے۔ عقل کا دار و مدار قیاس پر ہے اور عقل قیاس  
 سے سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا کی حیثیت قانون پر ہے کہ قیاس پر مخلوق کی عقل عاجز ہے۔ عقل اس  
 لیے پیدا کی گئی ہے تاکہ ہم جانیں کہ خدا اور انبیاء کی اطاعت و پیروی کیسے کرنی چاہیے۔ پھر  
 اللہ نے عقل کو ایک صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر اس سے کہا۔ آگے آ۔ وہ آئی۔ پھر کہا۔ پیچھے  
 جا۔ وہ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے کائنات میں تجھ سے  
 افضل کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ تجھی کو دیتا ہوں، تجھی سے لیتا ہوں اور تجھی سے حساب لیتا ہوں  
 اور تجھی سے عذاب لیتا ہوں اس بات کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندوں  
 میں دو چیزیں پیدا کی ہیں یعنی امر و نہی اور ان دونوں کا انحصار عقل پر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید  
 میں مذکور ہے۔ **فَاتَّقُوا آلَ الْاِلٰهَاتِ** (اسے عقل والو اللہ سے ڈرو) اسی اشارے پر  
 ایک شخص آیا۔ وہ اس نظریے کے خلاف باتیں کرنے لگا۔ اس نے کہا: جو بات عقل کے  
 نقطہ نظر سے صحیح نظر آئے۔ اس پر عمل کرنا چاہیے۔ پیغمبر اور مشائخ کی پیروی کی کیا ضرورت  
 ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا فرمان ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کے رسول کی اطاعت  
 کرو اور حاکموں کی اطاعت کرو۔ اہل ذکر سے پوچھو اگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ اگر  
 کوئی شخص جہت نہیں ہے۔ اسے یقیناً جہت کی پیروی کرنی چاہیے۔ مگر نہ وہ تصور کرے کہ اگر  
 تمام حاکموں کا انحصار عقل پر ہوتا تو بوجہ علی سینا نبی ہوتا اور انبیاء کا جیسا یہ فائدہ ہوتا۔ وہ



کٹنا نادان ہے جو پیغمبر کی اطاعت سے منہ پھرتا ہو کر اپنی ناقص عقل پر اعتماد کرتا ہے معتبر کتابوں میں مرقوم ہے (جس کا کوئی مرشد نہ ہو۔ اس کا مرشد ابلیس ہے) مَنْ كَيْسَ لَكَ شَيْئٌ فَشَيْئٌكَ ابْلِيسُ۔ حضرت نوحؑ التثلیس نے فرمایا ہے۔ نبیؐ کی اطاعت کرو بے باطن صالحین کے طریق کے مطابق اور بدعت نہ کرو عقل ناقص کی ترغیب پر۔ صحیح قرآن کے بعد پانچواں احوال نبی اکرمؐ پر استقامت ہے۔ دوسرا قدم احوال پیغمبرؐ پر استقامت ہے۔ تیسرا قدم احوال کی دریافت ہے اور یہ روح کی صفت ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

سن آنجا کہ از خدا دانی است      اوست دانش دلیل نادانی است

اس بات کو خدا دانی کی ہے۔ اپنی ولایت کی دشمنی کا ماننا نادانی کی دلیل ہے۔ یہ بات سن کر وہ شخص عمارتِ نبیؐ کے فیصل حضرت کے سامنے آگیا ہوا۔ اسی آثار میں ایک اور شخص آیا اس نے کہا۔ حضور! میں بہت پریشان و مضطرب ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری حاجت برائے حضرت نے کہا۔ حضرت نوحؑ التثلیس نے فرمایا ہے۔ ہر شخص اپنی حاجت کے لیے صلوٰۃ الیٰہیات پڑھے۔ اس ترتیب سے نیا دھوکہ کرے۔ اشر کے لیے دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ دوسری رکعت میں قُلْ اَتَعْبُدُونَ الْاَشْنٰ الْاَشْنٰ الْاَشْنٰ کے بعد اَمِنْ الرَّسُوْلِ سے کہ کر آخر تک پڑھے۔ سلام کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْتِیْ كُلِّ وَعْدٍ، يَا صَاحِبَ الْاَلْفِیْدِ وَیَا قَرِیْبًا غَیْرَ یَعِیْدُ وَیَا شَافِعًا غَیْرَ خَاطِبٍ وَیَا غَالِبًا غَیْرَ مُضْطَرَبٍ۔ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا تَأْخُذُہُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ اَسْأَلُكَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ کُنْتَ الْوَعْدُ وَخَشِیْتَ الْاَسْوَءَ وَجْہًا لِّلْقُلُوْبِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَجْعَلَ اِلٰی سَائِلِیْ فَرْجًا وَّ خُرْجًا وَّلَقْضٰی حَاجَتِیْ (اے اشر! تو ہر ایک کا مؤنس ہے۔ تو ہر تنہا کو ساتھی ہے۔ تو قریب ہے۔ دور نہیں تو حاضر ہے۔ غائب نہیں۔ تو غالب ہے۔ مضطرب نہیں۔ میں تیرا



نام کے کرتب سے استغنا کرتا ہوں (اللہ روز ہے جو زمین و جہیم سب سے اونگھ اُٹتی ہے نہ  
نہیں) اسے خدا! تیرے نام کے ساتھ تجھ سے دعا مانگتا ہوں (وہ اللہ جو زمین و جہیم سب سے  
جیتی و قیوم سب سے جس کے سامنے چہرے ڈھیلے پڑتے ہیں۔ آوازیں کمزور ہو جاتی ہیں اور دل  
سہم جاتے ہیں) محمد اور آل محمد پر برکت نازل کر۔ میرے کام میں کشادگی پیدا کر۔ مصیبت  
سے رمانی عطا کر اور میری حاجت پوری کر۔ اس کے بعد ایک ہزار ایک مرتبہ یا ائیہ النور  
یا مذبتر الاصور، بلغ عذی روح محمد تعجیۃ و سلاما پڑھے۔ زمین پر سو جائے اور  
بار بار صداوات الحاجات پڑھے۔ خدا سے پاک و برتر اس کی حاجت پوری کرے گا۔ میرے فرمایا  
حضرت خوث الثقلین نے فرمایا ہے کہ جب بندہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے۔ تو  
پہلے اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے خود کو شمش کرے۔ جب تکلیف دور نہیں ہوتی  
تو اسے دور کرنے کے لیے مخلوق خدا سے مدد لیتا ہے۔ جب وہاں سے ٹھکانا نہیں ہوتا تو  
خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور غیر حق سے منہ موڑتا ہے اور حق کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتا ہے  
جب پھر بھی مصیبت دور نہیں ہوتی تو مخلوق کی طرف رجوع کرتا ہے اور کسی سبب کی تلاش  
کرتا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوتا۔ آخر درگاہِ خداوندی میں ہجر و نیاز سے سر رکھ دیتا ہے اور  
غیر حق سے بالکل کٹ جاتا ہے۔ وہ ہر فعل کو حق کا فعل جانتا ہے اور ہر حق کی طرح یقین کرتا ہے  
کہ اللہ سے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں۔ اس کے بعد اس کے دل سے غم و شاکت دور ہو جاتی ہے  
ہیں۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

اندریں دائرہ دیار کیسیست      اند النافع ووالضار کیسیست

اس کائنات میں وہی قائم و دائم ہے اور وہی نفع دینے والا اور نقصان پہنچنے والا ہے  
حق تعالیٰ لبش سعادت مندوں کو اسی طریق پر چلا آتا ہے اور ان کی حاجت والی بات



## محل ششم

۳۰ یاد و نشان المبارک رہیں نہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا رفع حاجات کے لیے  
حضرت غوث الثقلین سے کسی طرح توسل پیدا کرنا چاہیے۔ فرمایا دو رکعت نماز ادا کرے  
پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ قل یا ایہا الکفرؤن کیا رہا پڑھے۔ سلام کے  
بعد پھر پڑھ کر بار و دو تیسے قلب کی طرف رخ کر کے کیا رہا قدم چلے اور ہر قدم پر کیا رہا  
بار حضرت قلب سے کہے۔ یا شیعہ عبد اللہ درجہ اولیٰ ثانیٰ لہ اور اپنی حاجت بیان  
کرے اور حضرت کی نیاز قبول کرے۔ پھر بیٹھ جائے۔ ایک ہزار ایک بار شرائط کے ساتھ اتم نظام  
پڑھے۔ کیا رہا دن یا رات کب یہ وظیفہ جاری رکھے۔ اگرچہ کیا رہا دنوں سے پہلے ہی حاجت  
پوری ہو جاتی ہے۔ پھر بھی کیا رہا روز کی زیادہ سے زیادہ کہے۔ یہ دل میں یہ خیال آیا  
مجھے بھی ایک سنت مشکل درپیش ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس پُرل کر دوں۔ خیال آتا ہی  
فرمایا۔ ہم نے اجازت دے دی ہے۔ آداب و شرائط کے مطابق ہیں۔ اس رات اس پُرل  
کیا۔ خدا کے پاک و بزرگ نے اپنے فضل و کرم سے میری حاجت پوری کر دی۔ اس رات میں نے  
نواب میں دیکھا۔ ہم ایک جگہ کھڑے ہیں۔ بہت سے بزرگ ٹٹار بیٹھے ہیں۔ ایک شخص نظر آیا۔  
جس کی شکل جناب حضور سے ملتی جلتی تھی۔ سب بزرگ اس کی نظیر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے  
و بزرگ سب کو چور کر کے چل دیا۔ ایسا منظر ہوا تھا۔ ایک گنا جنٹل ہے جس میں وہ نکل  
ہو گئے۔ یہ خاکسار بھی قدم بہ قدم ان کے پیچھے چلتا گیا۔ اچانک ایک نورانی مکان ظاہر ہوا۔ وہ  
بزرگ اس کے اندر گئے اور مراقبہ کے طریق پر یاد رقی میں کھڑے ہوئے۔ پھر غوث جاری ہوا کہ اب  
نہ پر کیا گزرتی گی اور میں کیسے واپس جاؤں گا۔ اسی اثناء میں وہ مراقبہ سے فارغ ہوئے کہ میری  
طرف متوجہ ہوئے۔ اس خاکسار کو بغل میں لیا اور فرمایا۔ مست ڈرو۔ بڑی شفقت سے پیش آئے



اور فرمایا :

آنچہ مازان جان جانہسا وید و دانستہ اید

بہر گفتن نیست بہر دیدن و دانستن است

دہم نے جو اس جان جانوں کے متعلق دیکھا اور جاننا سہجہ وہ بیان کر سکے کے لیے

نہیں۔ صرف دیکھنے اور جاننے کے لیے ہے۔

انہوں نے فرمایا تو نے مجاز کو پڑھا ہے۔ حقیقت کو پڑھو۔ میں نے عرض کیا حقیقت

کا طریقہ بتائیے تاکہ اس طرح پڑھوں۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کو اولیٰ المسالیٰ تستہ یکسر رجب

میں نیند سے بیدار ہوا۔ اپنی شکل کو میں نے اسی وقت حل ہوا پایا۔ صبح کے وقت میں حضرت

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی تعظیم سجالا گئے۔ فرمایا۔ رات حضرت ثریث الثقفی

نے تم پر بڑی شفقت کی۔ میں نے عرض کیا :

من کہ با شتم کہ بر آن حسا طر عامر گذرم

لفظہا میکانی امی خاکہ دست تاج کسرم

(میں کون ہوں جو تیرے عالی مرتبت دل میں جگہ پاؤں۔ تو ہی اپنی عنایت کرتا

ہے۔ تیرے آستانے کی خاک میرے سر کا آج ہے۔)

میں نے اپنی حاجت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا حقیقت اس وقت حاصل ہوتی

ہے۔ جب اللہ کے فضل و کرم سے یہ دو چیزیں مسیر آجائیں۔ پہلی خالق سے فنا، دوسری

ہو او ہو جس سے فنا فنا کے خلق سے مراد لوگوں سے دوری اور ان چیزوں سے ناامیدی

ہو ان کے اختیار میں ہیں اور فنا کے ہو جس سے مراد برہمن کے لغو حال کرنے سے خلق آڑنا

ہے۔ انہوں نے مجھے اس تم انظم پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔ حصول فنا کے لیے مزید دو مقامات بیان

کیے جن کا جاننا ضروری تھا۔ اسی اشار میں ایک شخص قدیموہی کے لیے حاضر ہوا۔ اس نے

کھار میں مڑوں سے اس شریک نفس کی وجہ سے شیطانی ہو او ہو جس میں مبتلا تھا۔ کل جامع صبر



کے رستے میں ہیں نے حضور کا چہرہ دیکھا تب سے میرا دل انسانی لذتوں سے بیزار ہو گیا۔  
 اندر میں اپنے لیے پریشان ہوا ہوں۔ اب میں خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ توبہ کر میں جس طرح  
 آپ حکم دیں گے۔ اس پر انشاء اللہ عمل پیرا ہوں گا۔ اس نے دوبارہ توبہ کی حضور نے فرمایا حضرت  
 غوث الثقلین کا ارشاد ہے کہ شمش کی گزند منظم شہم دید ہے نہ کہ ظالم نیک بیت کے بغیر  
 تو نہ کوئی لقمہ کھائے نہ کوئی قدم اٹھائے اور نہ کوئی کام کرے۔ پھر فرمایا:

بخونک خاموشی، خلوت اور تقویٰ سے مراد ترک کنا ہے اور مراقبہ سے مراد اعضا کی  
 حفاظت ہے۔ دائم ذکر کے پابند رہو تاکہ وہ بے اختیار عباد می رہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ  
 عال زمینات سے لمبی سانس لے اور اَللّٰہُ شَرُّکَہ سے اسوائے اللہ کے نفی کرے  
 یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود و مقصود نہ جانے۔ سانس دایم کندھے تک لے جائے  
 اس کا مطلب یہ کہ اس نے غیر حق کو دل سے محال دیا اور پس پشت پھینک دیا پھر سانس  
 لے اور اَللّٰہُ سے دل پر سخت قرب لگائے۔ فقہائے مقصود محال کرنے کے لیے  
 وہ سمجھے اور غور کرے کہ خدائے واجب الوجود میرا مقصود و مقبوض ہے۔ دل میں اس کا  
 خیال اس قدر راسخ کرے کہ تیس وقت دل میں نکلا کرے۔ اسے حاضر پائے یعنی اسے  
 حق کی یاد میں مشغول پائے۔ پھر فرمایا۔ آدمی کی طلب بچے سے کمتر تو نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ کسی  
 چیز کو مانگتا ہو اس کو دیا جائے تو جاگتا ہے پھر وہی چیز مانگتا ہے۔ طالب کے لیے خواب  
 میں اور بیداری میں محبوب کا خیال دل سے بدر نہیں ہونا چاہیے۔

نہ پھارمی کہ مرست از دل عاشق مدد مسرگز

پہو میر و مبتلا میر و پو خیسند و مبتلا خیسند

اکیا تو خیال کرتا ہے کہ عاشق کے دل سے تیری محبت نکل جاتی ہے نہیں! وہ

مرتا ہے تو اسی کے عشق میں جیسا ہے تو اسی کے عشق میں!



## محلِ محترم

۲۳۔ مادرِ طہان المبارکہ۔ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص کھڑے ہو کر آیا  
 بڑے عجز و خلوص سے ہمارے دل میں گزارا۔ میں نے اس شخص کو اپنے کچن میں دیکھ لیا  
 کی اس شخص کی لائقیت سے مجھے تعجب ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ جناب آپ یہاں کب تشریف  
 لائے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ اس سے کہا۔ تو اپنا تعابیان کہہ اس نے عرض کیا  
 حضور جانتے ہیں کہ میں اس ملک میں اجنبی ہوں اور نیا تیا آیا ہوں بعض مجھے کلیتہً نہیں  
 بعض مجھ سے اچھے سلوک کرتے ہیں۔ میرے دل میں نسبت و نفرت پیدا ہوتی ہے۔ میں اپنے  
 سیفی پر حال ہوں جو شخص مجھے کلیتہً پسند نہ آتا ہے۔ نہایت خداوندی سے ہیں اسے دیکھ کر ملتا  
 ہوں اور جو شخص مجھ پر ہر ہائی کہتا ہے۔ اللہ کے فضل سے میں اس کی ترقی و ترقی کیلئے  
 کوشش کر سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ حقیقت سے آشن ہو جائوں۔ اگرچہ میں چاہتا ہوں  
 لیکن چاہتا ہوں کہ صاحبِ ولایت سے یہ بات سمجھوں تو بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں  
 نے اس موضوع پر پختہ التعلیم کے ارشادات کا اس طرح ترجمہ کر دیا ہے۔ اگر تجھے تسیر ہو تو  
 حاصل ہو تو سب کچھ لے کر آئے اور اس کے حضور اپنے آپ کو فراموش کر دے۔ اگر  
 تو اپنے آپ کو فراموش کر دے۔ اگر تو اپنے آپ کو بالکل کم کر دے تو حقیقت تیرے  
 کمال سے اور اسے غوث الثقلین کے ارشادات یہ ہیں :

گرفتہ در دل تو انہونی کنی	عرض کن فطرت بشری حق پس
گمراہی دانی کی مغفرت نہاست	نیست با شرع و مولاست
مہربان علی و سید با قبول	متفق گشتی بحق ہر با قبول
در بود فطرت جسے مقبول حق	تو ز فطرت کی نہای ہر با قبول



الحق ای باطل ماسوائی بود ای  
 تو بہ کن از لعنتی میخواد از خدا  
 باز کہ دای بیجا زین رہروی  
 تا موافق با خدا باشی مدام  
 فعل، حال و قیل و قال و ہتتش  
 ہمچنین سب کسی یا بی ہرل  
 گر بود محبوب محبوبش ہزار  
 تا نباشد سب و لعنتش از ہوا  
 شو موافق با خدا ای بابوا  
 زانکہ ماموری بای ای مرد راہ  
 الہی را تقبح یا رہی سے بزد  
 قد یضکت عن سبیل اللہ یل

اگر تیرے دل میں کسی کے خلاف نفرت پیدا ہو تو اس کے فعل کو شریعت حقہ کے  
 سامنے پیش کر۔ اگر تو جانتا ہے کہ خدا کا بھی اس پر غضب ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا  
 خیال میں ایسا ہو اور شریعت کی رو سے ایسا نہ ہو۔ شتابانہ و آفرین تجہ پر تم نے دل و  
 جان سے خدا اور رسول کی اطاعت کی۔ اگر اس کا فعل خدا کے ہاں مقبول ہے تو تو  
 خواہ تو او لعنت کی وجہ سے اپنے کمر سے بچاؤ رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ یا تو باطل کا داعی ہے  
 یا مردان حق میں سے ہے۔ لعنت سے تو بہ کر اور خواہیں دل سے اس کی دوستی کی اگر نہ کر۔  
 اسے بے حیا تو اس حرکت سے باز آ۔ اس کا دشمن خدا کا فرمان ہے۔ اگر احکام خدا فی  
 کے مطابق عمل کرے تو تو رحمت جاوید کا سزاوار ہوگا۔ اس کے قول و فعل اور ارادے کو  
 کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھ۔

اسی طرح اگر تو اپنے دل میں کسی کے لیے محبت پائے تو اپنے دل سے ہوا و ہوس



کو نکال دے۔

اگر وہ محبت کے لائق ہے تو اسے محبوب رکھو۔ اگر وہ نفرت کے لائق ہے تو اس سے نفرت کرو۔

اگر محبت و نفرت میں ہوس کا شائبہ نہ ہو تو وہ خدا اور رسول کی رضا کے لیے جوتی ہے۔  
خدا کے احکام کے مطابق عمل کرو اور خدا کی معیت میں ہو اور ہوس کا غماغ نہ ہو۔  
اسے سادک تو چونکہ اس کام کے لیے مامور ہے اس لیے اسی راستے پر چل رہا ہے۔  
کنفیں میں گر پڑے گا۔

اللہ سے مدد مانگو۔ ہو اور ہوس کے پیچھے نہ چلو۔ ورنہ تو اللہ کی راہ سے جھٹک جائے گا۔  
حضرت نے فرمایا۔ ایک دن رسالت پناہ کیس جا رہے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
تھے۔ کفار قبیلہ کے ایک سردار نے صدیق اکبر کو دیکھا تو گالیاں دینے لگا۔ حضرت صدیق  
اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور خاموش رہے۔ رسول اکرم نے اپنے سر سے پگڑی اتاری  
اور صدیق کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ جب پگڑی وقت گزری تو صدیق اکبر نے اس کے  
جواب میں کوئی بات کہی۔ حضرت رسالت پناہ نے فوراً سر پر پگڑی رکھی اور روانہ ہو گئے۔  
صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے چل پڑے اور اس کا راز دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا جب  
وہ بہیودہ باتیں کہہ رہا تھا اور تو خاموش تھا میں نے دیکھا کہ اس پر لعنت ہو رہی ہے  
اور تجھ پر رحمت۔ میں نے بھی رحمت کے لیے اپنا سر نہنگا کر لیا۔ جب تم نے اس کا جواب دینا  
شروع کیا تو معلوم ہوا کہ رحمت رک گئی ہے۔ میں ڈر گیا۔ ایسا نہ ہو کہ تو مزید جواب دینے لگا  
جاسے اور اس جگہ بھی لعنت برنا شروع ہو جائے۔ اس لیے میں نے اعتراض کیا اور وہاں  
سے چل پڑا۔

غزوتی گر کشتی بدست گوید      نشو تیر و با صفا باکشن  
وہ کنی صبر بر جفا ہی کسان      لائق رحمت خدا باکشن



(غریبی اگر کوئی شخص تجھے بُرا کہے تو ناراض نہ ہو بلکہ دل صاف کر)

(اگر تو لوگوں کے ستم پر صبر کرے تو رحمتِ خداوندی کا مستحق ہوگا)

پھر فرمایا کہ شیخ مکی الدین عربی سے روایت ہے کہ ایک مجذوب ابنِ حال باہر مغان  
کے آخری دن دُشقی میں ظاہر ہوا۔ وہ راستے میں بیٹھا۔ کوئی چیز کھا رہا تھا۔ اچانک شہر کا نائب  
جو جامع مسجد کا مؤذن بھی تھا۔ ادھر آگیا۔ اس نے مجذوب کو ڈرایا دھمکایا اور چلا گیا۔ کچھ وقت  
کے بعد جب مؤذن نے اذان کہی تو مجذوب نے بھی آواز سُنی۔ پوچھا یہ کس کی آواز ہے اسے  
بتایا گیا۔ یہ اسی کی آواز ہے جس نے تجھے ڈانٹا تھا۔ اس نے کہا۔ یہ شخص تیرا اور تیرے دوست  
کا نام لیتا ہے۔ میں نے اس کا تصور معاف کر دیا۔ اس نے بولے سے ہوگستاخی کی ہے اس  
کے لیے اسے سزا دے۔ دوسرے روز بادشاہِ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ سب اغزا اور ملازمین  
مبارکباد کے لیے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ سب کے ساتھ شہنشاہِ دکن  
سے پیش آیا۔ جب بادشاہ کی نظر اس مؤذن پر پڑی تو وہ برہم ہوا اور اسے باہر نکال دیا۔ جان  
میراں ہوئے کہ اس مؤذن سے کیا قصور کیا جو بادشاہ کی ناراضی کا سبب بنا۔ لیکن مؤذن سمجھ گیا کہ  
یہ ناراضی اس عارفِ اکابرِ دل کی وجہ سے ہے۔ وہ مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے  
بگڑ دینا سزا دینے کی گستاخی کی۔ عافی ہو گئی۔ مجذوب نے کہا۔ میں نے تجھے پہلے ہی معاف کر دیا  
تھا۔ مگر نہ تم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیکھتے کہ تمہیں کیا سزا ملتی۔ اپنے گھر جاؤ۔ بادشاہ  
لطف و کرم سے دیکھے گا۔ اسی وقت بادشاہ نے مؤذن کو بلا کر خلعت عطا کیا اور مندرت  
نواہ ہوا۔ یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کو جاننے کی اجازت دی۔  
عربی نے کہا۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ تمہاری والدہ دین میں تجھے بہت یاد کرتی ہے اور  
تیرے لیے روتی ہے۔ تم اس طرف جلد روانہ ہو جاؤ۔

جب تک تو پیر کی محبت حاصل نہیں کرتا اور ایک ہی طرف توجہ نہیں کرتا تو کچھ حال نہیں  
کر سکے گا۔ پچھلے سب کچھ بدل سے باہر نکال دے۔



میں دوسرے دن صبح خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس بات کو سمجھنے کیلئے  
مسکراتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

غربتی ہر چہ بجز دوست بود و رازِ مذہبِ اہل دین ست بکسارِ مہیا  
(غربتی دوست کے علاوہ ہر چیز کو دور پینک دے۔ دل والوں کا طریق اپنا آپ  
کو ہر بوجھ سے ہٹا کر کھتا ہے)

میرے دل سے تمام دوست جاتے رہے اور ان کی محبت کا اولہ پیدا ہوا۔ اللہ  
علیٰ ذالک۔

اسی اثناء میں ہمت عالی کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اشراف نے اپنی  
ہمت کاموں کو پسند کرتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے :

دوست میدار و خداوند جہاں ہمت عالی طلب کن امی جوان  
(ماکب جہاں ہمت عالی کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے اسے جوان اس کی آزدگی  
ہمت عالی حُسنِ اجوی بُود ترکِ غیرش کردہ بیکروبی بُود  
اہمت عالی تلاش حق ہے غیر کو ترک کرنے سے یک جہتی حاصل ہوتی ہے)

ہر کہ روی خود سوی دنیا نہاد آتشِ حسِ کفر اورادِ ماد  
(جس نے اپنا رخ دنیا کی طرف کیا حسِ کفر کی آگ نے اسے راکھ بنا دیا)

آنکہ باعقبتی ہمیدارد سہی بیشود از کیسای او نہری  
(جو شخص آہستہ کا خیال رکھتا ہے وہ اس کی کیما سے سوا بن جاتا ہے)

آنکہ دائم ہمتش مولا بود گوشتِ بی قیمت و یکتا بود  
(وہ شخص جس کا منتہا ہمت ہمیشہ مولا ہے وہ بے ثانی ہے بھاگو بہر بن جلتا ہے)

چوں توحیدِ خدا باشد فنا قیمت اورا کہ دانہ حسدِ خدا  
(جب وہ توحیدِ خدا میں فنا ہو جاتا ہے خدا کے سوا اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا)



از خدا تا میتوانی روز و شب اہی معالی بہت عالی طلب

دست معالی! رات دن، جہاں تک ہو سکے خدا سے بہت عالی کی دعا مانگ

حضرت نے ملا نظام الدین کاتب کی طرف رخ کر کے بیان کیا۔ مین میں ایک ڈالوش تھا۔ اصل عرب میں سے بعض صحرا نشین اس کے مقت ہو گئے۔ وہ اس کے مرید ہونا چاہتے تھے۔ لیکن اس کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے بعض نے عرض کیا۔ اگر اجازت ہو تو آپ کی اولاد میں سے یا درویشوں میں سے کوئی ایک مرید بنالے۔ بزرگ نے کہا۔ مرید بنانا اولاد میں کدنا ایک امانت ہے اور یہ بڑا اہم کام ہے۔ جہاں کہیں بتواتر رسول اکرمؐ کو خلیفہ قائم رہے گا۔ یہ دولت باقی رہے گی۔ الشیخ فی قومہ کا البقی فی امتہ (کسی قوم میں پیکر وجود امت میں نبی کی طرف سے) اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جب تک سالک نے شریعت و طریقت و حقیقت کے مراحل طے نہ کیے ہوں۔ پیغمبر اور بزرگانِ سلطنت کی طرف سے اجازت نہ ہو۔ ایک شیخ بتا کہ اس اہم کام کی اجازت کب دے سکتا ہے۔

سالانہ بروز بدھ مر دان سے انتظار تاہی را بار شدہ ناں صد ہزار

مردوں نے سالانہ سال تک انتظار کیا۔ پھر کہیں لاکھوں میں ایک کو اجازت ملی،

اگر سالک نے یہ تینوں مراحل طے نہ کیے ہوں اور شیخ اسے اجازت نہ دے تو

وہ خیانت کار نہ ہوں پذیر ہوگا۔ صحرا نشینوں میں سے جو مرید ہونا چاہتا ہے اور وہ حاضر نہیں ہو سکتا۔ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ وہ غائبانہ بیعت کرے گا تو ہم مرید بنالیں گے اور ہم کے مطابق جو مناسب ہوگا بھیج دیں گے۔ چنانچہ دن میں دن رسول اکرمؐ بیعت کے لیے رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے۔ ایک جماعت نے اپنے آپ کو عثمانؓ کا نائب پیش کیا اور بیعت کی۔ اس بزرگ نے کہا۔ بعض جاہل نادان اس کی بالکل پروا نہیں کرتے اور دنیاوی طرح کی خاطر انسانی انفرادی کے لیے یہ پیشہ اختیار کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے ایمان کو لٹکتے ہیں۔ وہ آخرت کی گرو دار سے نہیں ڈرتے اور نہ انہیں اپنی جان



کے ضیاع کا خوف ہے۔ میں یہ سب کچھ خود غرضی کی بنا پر نہیں کہہ رہا۔ بلکہ جس کام کے لیے ہیں  
 مامور ہوں وہ کہہ رہا ہوں۔ اس بات کو وہی شخص سمجھتا ہے جو قلب سلیم رکھتا ہے۔ یہ باتیں سن کر  
 سب درویشوں نے توبہ کی۔

حضرت نے نظام الدین کاتب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت، غوث الثقلین کا ارشاد  
 ہے کہ ساکب دل سے دنیا کی محبت زائل کرنے کی کوشش کرے۔ تمام علاقہ دنیاوی سے  
 منقطع ہو جائے اور صدق و اخلاص کے ساتھ خدا سے محبت کرے اور کسی چیز کی آرزو نہ کرے  
 اور روز بروز اپنے ظہور پر ترقی کرتا جائے۔ بعد میں حضرت نے یہ اثنار پڑھے۔

بغشک کوش دلا از برای مال منال      مال بنجر آست میل مال و منال  
 (اے دل عشق کے لیے کوشش کر اور مال کے لیے بے تاب نہ ہو۔ مال و متاع کی چاہت نادانوں کا کام ہے۔)

مباش در پی مال و منال باش در اسم      تر از عاشقی و عشق، راز حسن و جمال

(مال و متاع کے پیچھے نہ لگ رہمیشہ عشق و عاشقی کی زینت اور حسن و جمال کا راز ہے۔)

چو غربتی سرور صرف میتوان کرد      براہ اہل کمال از برای کسب کمال

(اہل کمال کی راہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے غربتی کی طرح سر اور مال قربان کرنا چاہیے۔)

ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے کہا: بعض مشائخ نے مریدوں کو منع کیا ہے کہ دوسرے شیخ

کے پاس نہ بیٹھیں۔ منع کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا: ممکن ہے۔ بقول الصحت تو اثر محبت

کا اثر ہوتا ہے، اس کا دل دوسری جانب لگ جائے اور اپنے شیخ کا مرتبہ اس کی نظر

سے گہر جائے اور دوسرے کو اپنا مرشد بنا لے۔ لیکن بزرگانِ طریقت کی نگاہ میں یہ روحانی

ارتداد ہے اور دوسرے اثنار ہے کہ ایک صورت ہے۔ لخصاً باللہ من ذالک

یک دل داری بس است یک دوست ترا

(تیرے پاس ایک دل ہے۔ بس تیرے لیے ایک دوست کافی ہے۔)

اسی اثنار میں ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا کہ چند دنوں سے جن در پے آزار ہیں۔



نہ کھانے دیتے ہیں نہ بیٹھنے اور نہ سونے۔ بار بار نجات کے ٹوکے گھر والوں پر پھینکتے ہیں۔ کنکر  
 پتھر مارتے ہیں۔ رہیں لاہور کے اکثر درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوا کسی سے تدارک نہیں ہو  
 سکا۔ کئی مرتبہ راتوں کو درویش میاں آکر ٹھہرے۔ ان کو بھی نقصان پہنچا۔ حضرت نے حاجی  
 حسین سے کہا باؤ۔ جو ٹی میں بلند آواز سے کہو۔ فقیر ابوالمعالی کہتا ہے۔ اگر اس کے بعد تم نے  
 کسی قسم کا نقصان پہنچایا تو سزا پاؤ گے۔ حاجی حسین نے جاکر اسی طرح کہا۔ اسی وقت جنوں کا نشان  
 تک نہ رہا۔

حضرت نے فرمایا۔ بزرگوں سے روایت ہے کہ اگر درویش ہزار سال سلوک کی راہ پر چلے  
 اور اس بکھریلے دل میں یہ خیال گزرے کہ اس کی سجدہ ہمہ قبول ہو گئی ہے تو وہ شخص جہاد طلب ہے۔  
 مرد طلب نہیں۔ تو نظام الدین روتا ہوا پاؤں پر گر پڑا اور دوبارہ تائب ہوا۔ حضرت نے اس پر  
 نواز کشش کی اوداندر تشریف لے گئے۔





## مجلہ ہفتہ

۱۸ مارچ رمضان المبارک حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملا ابراہیم، درویش نواز، حاجی حسین حافظ، ملا نظام کاتب، ملا نعمت اور صلحاء و فضلاء موجود تھے۔ ایک شخص نامی آیا۔ اس نے عرض کیا کہ میں وہ شخص ہوں جو چودہ کی رات کو حسین کے گھر میں اسپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ دوسرے دن عصر کے وقت ملا حسین منورہ بھی خدمت میں حاضر ہوا۔ تھلہ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ اتنا غرضہ کہاں رہے۔ اس نے کہا رعایاں راجہ بیان۔ اس وقت ایک اور شخص موجود تھا۔ اس نے کہا۔ ایک مہینے سے میرا ہمایہ ٹبے تنگ کر رہا ہے۔ حضرت تنور سے سرے کے لیے خاموش رہے۔ پھر ملا حسین منورہ کو مخاطب کر کے کہا۔ رفتہ رفتہ مطالعہ کرو اور اس پر عمل کرو۔ ممکن ہے خدا سے بزرگ و برتر اپنی معرفت ملا کر اور غیر ملکی بخشہ۔ اس نے کہا میرے پاس روضۃ الاوردنہیں ہے۔ حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہیں دے گا۔

اسی اثناء میں ایک عالم شخص آیا۔ اس نے ایک ایونی غروب کی تعریف کی اور بتایا کہ وہ ہے اور قطب وقت ہے۔ اس سے بہت سی کلمات ظاہر ہوئی ہیں۔ ہم میں چشم بصیرت نہیں ہم اس کی تحقیق پیاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ولی وہ شخص ہے جو ذات و صفات الہی کا عارف ہو۔ مستدامین الہی کا پابند ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو۔ شہوات سے پرہیز کرتا ہو۔ رب تم خود سمجھ لو۔ میرے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے اگر کسی اعانت گزار شخص سے کوئی خلاف عادت کام واقع ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اگر ریاضت و اعانت کا اظہار مقصود نہ ہو تو اسے شہدہ کہتے ہیں۔ اگر غیر تابع سنت سے خلاف عادت کام صادر ہو تو اسے اسکندراج کہتے ہیں۔ اگر کسی مومن سے عداوت ہو اور کسی منہیت سے نہایت کا



سبب ہو تو یہ محنت ہے۔ تفصیل کی زیادہ ضرورت نہیں۔ یہ باتیں اعز کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ منجانب وہ سب جو ایک سخت سخی میں منسوب ہو جائے اور عنایت الہی سے تمام مقامات متحرک رہتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہیں۔ ان سے بخلاف عادات واقعات ظہور میں آتے ہیں۔ البتہ میں اس نے عرض کیا۔ مجھے بڑی سخت شکل پیش آئی ہے۔ حضرت سے حاجت برآرمی کہ یہ درخواست کرتا ہوں۔ خدا میری شکل آسان کرے۔ انہوں نے فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین کا ارشاد ہے۔ جو شخص اس دلیف کو مجھ کے روز پڑھنا شروع کرے، ہر روز ہزار بار پڑھے۔ دوسرے مجھ تک۔ خداوند تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتے ہیں :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالصًا مَخْلَصًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَادِقًا مَصَدَّقًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا حَقًّا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبَدًا أَبَدًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِيدًا شَهِيدًا  
 اَللّٰهُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ پھر حضرت اسٹو کھڑے ہوئے اور سب کو خدمت کیا لیکن خاکسار سے کہا۔ بیٹھے جاؤ۔ میں وہاں موجود تھا کہ ہمسائی سے ایک آدمی آیا اس نے کہا۔ میں پودھوں رات کو کریم الدین کے ساتھ حسین گھر میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے کہا۔ پورا آج بیان کرو۔ اس نے کہا۔ حسین گھر کے قریب ایک کنول بھرا تھا اب تھا۔ پودھوں رات کو حضور کشتی میں بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ میں نے ساری رات طالع آفتاب تک ان کی خدمت میں گزار دی۔ میں اجازت لے کر منورہ میں ملا حسین کے پاس پہنچا۔ چونکہ وہ نیند کی حالت میں تھا اس نے مجھ سے پوچھا۔ کیا ہوا ہے؟ میں نے بتایا۔ میں نے ساری رات بیدار رہی میں حسین گھر میں حضرت کی خدمت میں گزار دی اور ان کے عجیب و غریب نکات سنے۔ انہوں نے غوث الثقلین کے گیارہ اشعار کا ترجمہ کیا۔ اس نے کہا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ حضرت تو ساری رات دریا کے کنارے پر تھے۔ ہم نے دوستوں کے ساتھ ساری رات وہاں گزار دی۔ اس کے بعد ہم حیرت زدہ ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک شخص کو مخاطب ہو کر فرما رہے تھے۔ شیخ عبد اللہ ترمذی با کمال اولیاء ہیں۔ روایت ہے کہ ایک حاجی ان کے مرید کے پاس آیا اور



اس نے بتایا کہ ہم فلاں دن عرفات میں تمام دن کشتیج عبد اللہ تشریف کی خدمت میں تھے  
 اور ہم نے یکجا وقت گزارا۔ اس نے کہا۔ تعجب کی بات ہے۔ اس دن تو کشتیج قبر سے  
 باہر نہیں نکلے اور ہم سارا دن ان کی خدمت میں گزارا۔ دونوں حیران ہو کر کشتیج کی خدمت میں  
 حاضر ہوئے۔ کشتیج نے کہا۔ کیا تمہیں اللہ کی قدرت پر ایمان ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ کشتیج نے  
 کہا۔ خدا کی قدرت سے یہ بات کیا بعید ہے اور فرمایا۔ آفتاب ایک ہی ہے۔ سب لوگ سب  
 جگہ دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے سر پر ہے۔ اگر خدا ایک بندے کو اس طرح دکھائے تو کوئی تعجب  
 کی بات نہیں۔ حضرت دوبارہ باہر تشریف لائے اور وہ شخص بھی جو ہمسایہ کے خلاف  
 شکایت کر رہا تھا۔ موجود تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص ہمسایہ کی ایذا رسانی پر غبر سے  
 خدا تعالیٰ جلد ہی اس کو ظالم پر مسالہ کر دیتا ہے۔ دنیا سے ہی اس کا دانہ پانی اٹھالیتا ہے اور  
 اس کے گھر پر صابہ شخص کا تصرف کر دیتا ہے۔ مٹھوٹے مرصے کے بعد اس شخص کا آدو دور  
 ہوا آیا۔ اس نے بتایا۔ وہ ہمسایہ جو تکلیف دیتا تھا۔ ابھی ابھی کوٹھے سے گر پڑا اور ہلک کر گیا  
 ہے۔ اس کے گھر والے تجویز و تکفین کے لیے اس کا گھر گھر کر رہے ہیں۔ وہ شخص حضرت کے  
 قدموں پر گر پڑا اور مر رہا ہو گیا۔ سب کو شہادت کیا۔ جب وہ اندر تشریف لے گئے تو زین تنہا  
 بیٹھا تھا۔ اچانک ایک نورانی پیر حجازی شخص ظاہر ہوا۔ اس کے آستے ہی حضرت باہر تشریف  
 لے آئے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں جا بیٹھے۔ میں بھی آہستہ آہستہ ان کے  
 پیچھے جا بیٹھا۔ وہ باتیں کر رہے تھے اور لعل لے رہے تھے۔ کبھی بچوں کی طرح کھیلنے  
 اٹھتے تھے اور کبھی ابر بہار کی طرح آنکھوں سے قطرے بہا دیتے تھے۔ پھر میں اس پیر نورانی  
 نے جیب سے کاغذ نکالا اور حضرت کو دکھایا۔ انہوں نے کاغذ کو پھاڑا اور آنکھوں پر ہاتھ  
 پھاڑا۔ انہوں نے تسبیح نکالی۔ اس کی بڑی تعلیم کی۔ اسے چما اور آنکھوں سے لگا یا۔ بعد میں سرکشی  
 میں باتیں کرتے ہوئے اس خاکسار کو بلایا اور اس مرد نورانی کے قدموں پر ڈال دیا۔ پھر حضرت  
 اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ نورانی شخص چل دیے اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے حضرت



سے دریافت کیا۔ وہ شخص کون تھے اور وہ کاغذ اور تسبیح کس سے تعلق رکھتے تھے۔ فرمایا۔ وہ  
 شخص شاد جمال اللہ بنیر حضرت غوث الثقلین و امیر شاد عبدالرزاق تھے۔ ایک دن حضرت  
 غوث الثقلین وضو کر رہے تھے کہ شاد جمال اللہ آگئے۔ اپنے پاس بلایا۔ اپنا اسباب دہن ان  
 کے منہ میں ڈال اور کہا۔ اسے پیار۔ خود اسے بزرگ نے تمہیں لمبی عمر عطا کی ہے۔ تم ہمیشہ اپنی زبان  
 کو ذکر حق سے ترک نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کم و زیادہ بخشی ہے۔ وہ دنیا میں سیر کر رہے ہیں۔ تمام  
 اولیاء سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کمنا میں رکھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ انہیں کوئی  
 نہ پہچانے۔ اللہ تعالیٰ جس کو تہ قلبیت عطا کرتا ہے۔ ان کو اس کے سر پہ آتا ہے۔ اس  
 کاغذ پر حضرت غوث الثقلین کے دستخط تھے۔ یہ کاغذ انہوں نے خود لکھ کر دیا ہوتا تھا۔ تاکہ ہر گاہ  
 اسے شناخت سے رکھیں اور یہ تسبیح حضرت غوث الثقلین کی ہوتی رہے۔ پھر پھر حضرت  
 اس کاغذ پر کیا کلمہ ہوتا تھا۔ فرمایا۔ اس کا مضمون یہ تھا :

علم پرچہ اور اس پرچہ میں کلام لوگوں کے کلام اگر کسی کو بُرائی سے یاد نہ کر۔ سہاگے جانشین  
 کو کلام و غیرہ رکھ۔ اپنے اخلاق کو قائم رکھ۔ ہر روز قرآن ٹیچہ۔ اور طریقت میں مردوں کے  
 تین گروہ ہیں۔ محقق، مدعی اور سماع پڑھنے والے۔ محقق وہ ہیں جن کی باتوں سے نور پیدا ہوتا  
 ہے۔ مدعی وہ ہیں جن کی باتوں سے بے وقار ہو جاتا ہے۔ سماع پڑھنے والوں کی باتوں سے بگڑا ہوا  
 ہے۔ ہر ہوتی ہے۔ حقیقت کی بنیاد شریعت پر ہے۔ شریعت حقیقت کے بغیر بیکار ہے۔ اور حقیقت  
 شریعت کے بغیر بیکار ہے۔ انہوں نے اس طرح کے اور حقائق بیان کیے۔ اس اثنا میں محبت  
 کے متعلق بات شروع ہوئی۔ فرمایا۔ خدا کی محبت تمام مقامات کا انتہا ہے۔ خدا کی محبت سے  
 رسالت ابھری۔ محبت کمال کو پہنچی۔ محبت تو عشق بن جاتی ہے۔ جو شخص اللہ  
 کے ریلے کی نماز پیش کرتا ہے۔ اللہ اس کی محبت کو دوست رکھتا ہے۔ محبت بندہ کو خدا کے  
 پہنچاتی ہے۔ اس لہذا سے محبت طریقت کے لیے فرض ہے۔ محبت کی دنیا میں وفادار و حیا اور  
 منع و احتیاط برابر ہیں۔ محبت نہ تو وفا سے بڑھتی ہے۔ اور نہ جفا سے کم ہوتی ہے۔



مقدمی بچھا ترک محبت نتوان کرد    بدور نشینم اگر از حسنہ برانند  
(مقدمی جو بد وفاست محبت ترک نہیں کی جاسکتی اگر وہ گھڑے باہر نکلتے  
ہیں تو دروازے پر بیٹھ جاتا ہوں)

خدا کی محبت حاصل کرنے کے بہت طریقے ہیں لیکن بہتر اور آسان یہ ہے کہ اپنے  
پیر کی محبت دل میں لایج کرے۔ اس سے اللہ کی محبت جلد دل میں پختہ ہوتی ہے اور تیر  
میسر آتی ہے۔

پہوں تو ذات پیر خود کہ دی قبول    ہم نہایت اندر آمد ہم رسول  
(جب تو نے ذات پیر کو اپنے اندر چھو لیا تو تیرے اندر خدا بھی آگیا اور رسول بھی)  
پھر فرمایا رسول خدا کا ارشاد ہے ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق اٹھایا جائے گا۔  
جو کفار سے محبت رکھتا ہے وہ کفار سے اٹھایا جائے گا اور اس کے اعمال اسے کافر بنا دے  
نہیں دیں گے یہ حدیث بدوہ السافرہ فی امور الہیہ میں منقول ہے جس شخص کی محبت  
پیغمبر اور اس کے تابعین کے ساتھ ہوگی وہ آخرت میں ان کے ساتھ اٹھے گا۔ حضرت اپنی  
زبان سے بار بار یہ شعر دہراتے تھے۔

امی نہ امی من مرا انجس ایم کار    زندہ و مردہ عشق پیر وار  
(اے میرے محبوب خدا آخر کار مجھے اپنے پیروں میں شمع کے عشق میں زندہ رکھ اور اسی  
کے عشق میں موت دے)

انہوں نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے یہ پڑھی دولت اسے تحقیق کی بنا پر عطا کی اسی اشارہ  
میں مولوی حسن عابد کا خط موصول ہوا۔ اس میں لکھا ہوا تھا :  
اسی تمام زہد و تقویٰ کے باوجود وہ ہماری مست آنکھوں سے ایک  
عابد فریب غمزہ کی تمنا رکھتا ہے۔

اسے شاد تو لاد رہا ہے اور حسن کا دہرے تو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔



تمہاری طرف کھنچ رہا ہے۔

اسے مار ڈالو۔ تو ہمہ تن جان و ایمان سب سے ہم نے اپنا حال اشارہ تمہیں  
بتایا ہے۔

کفر کافر کے لیے اور دین دیندار کے لیے مبارک ہو۔ دل عطار کے لیے ذرا  
بہر عشق کافی ہے۔

غلام اور بھی بہت سی باتیں کہی تھیں۔ سناٹے میں اس خاکسار کے لیے دعا کی تھی  
اور یہ اشارہ تحریر کیے تھے۔

ان ہی پر ہم اصل حاضری غایتیہ نرادر دستگیر

ز انہو دست حاضران از غایبیاں کو آؤ نصیب  
اسے مرشد تو ہم وصال میں حاضر ہے۔ غائب افراد کا لالہ متھ پکڑ۔ کیونکہ حاضر اشخاص  
کا لالہ غائبوں سے چھوٹا نہیں ہوتا۔

پروا حبیب نشینی و بادہ پیمانی بیاد آر غیبستان بادہ پیمارا  
حبیب تو دوست کے ساتھ بیٹھا اور شراب پیے تو اپنے شراب پینے والے  
ساتھیوں کو بھی یاد کر۔

غلام یہ بھی درخواست کی کہ یہ تھی کہ اس بہشت رسائے غفر کے متعلق جو کچھ آپ نے  
فرمایا ہو۔ خط لکھنے والے کے ہاتھ نہایت فریب کشیغ حسن پرانوں نے بڑی غنائی فرمائی اور  
کہ۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے پروا حبیب کی غایت سے تمہیں یہ بڑی دولت عطا کی ہے۔ اس  
سے ششوں کا درجہ بلند ہو گیا ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان دوستی و محبت استوار ہو گئی  
ہے۔ اسے فراموش نہ کیجئے۔ میں اضافہ کر رہا ہوں۔ فرمائیے کہ مولوی حسن کے خط کا جواب  
مرحمت ہو۔ حضرت نے دعوت و قلم منگوائی اور لکھا۔

اسے اعلیٰ افلاک کے ایک اور صاحب عظمت۔ خط اپنے فیض انیزالی سے ترقی



## استعانت فرمائے۔

اسے وہ کہ عالم کے ہشیاروں میں پسندیدہ اور وادی محمد کے سرمستوں میں فخر ہے  
اور وہ جو اسرار عالی تنزیہی اور اس کی صداقت سے آگاہ ہوا۔ وہ ہزاروں کتبیں و رسائل کا  
مستحق ہے۔ حقائق کی مشکلات سے پردہ اٹھانے والی دعائیں اس کے لیے نصیب ہیں۔

(۱) المبدور المسافر فی امور الآخرہ مولفہ جلال الدین محمد الرحمن السیوطی، آیات بلاغیت  
کی دوستی حشر و نشر و جنت و دوزخ کا بیان۔

آپ پر واجب ہے کہ صداقت کی ذیل میں جو کچھ تحریر ہوا۔ اسے عمل کرنے کی زیادہ  
سے زیادہ کوشش کریں اور جو کچھ دُور کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اسے فائز و توبہ سے  
دور فرمائیں۔ والسلام۔ حاشیہ پر لکھا ہے۔

فرزندِ حقیقی، نورِ بصیرتِ حقیقی محمد باقر دستانہ سلم عرض کرتا ہے۔

ہر آن نامہ کن یا رہبانی بود طرب نامہ زندگانی سے بود

اوہ خط جو یارِ حیاتی کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ گویا زندگی کا طرب نامہ ہے،

میری مراد جمال ہوئی۔ حضرت اسٹے اور خلوت میں تشریف لے گئے۔ الحمد للہ رب

العالمین علی ذالک۔

میں نے آٹھوں مضمونوں کا نام ہشت عمل رکھا۔ یہ نسخہ شریف ہم ۲۲ سوال و جواب کو تمام

بیاد چھوڑا۔ یہ نسخہ ہندوستان کی طرف روانہ ہونے کے وقت دستیاب ہوا۔ اس لیے اس کا

کچھ حصہ خواجہ عبداللطیف اور کچھ حصہ فقیر تاج محمد نے لکھا اور فرزند سید المرسلین رحمہ اللہ

کی بے پناہ عنایت و نیازش سے حاصل ہوا۔









عبدالقادر جیلانی، سید، غوث الثقلین، غوث اعظم  
 محی الدین : ۸، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۵، ۲۸، ۳۹  
 ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۹  
 ۵۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵  
 ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶  
 ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹  
 ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۵

عبدالقادر ثانی، شیخ : ۵۴، ۹۰  
 عبدالقادر بایونی : ۱۱، ۱۹  
 عبدالرزاق، شیخ : ۵۷  
 عبد الوہاب، سید : ۸  
 عبد الوہاب، شیخ : ۱۳  
 عبدالرحمن جامی : ۳۱، ۳۷  
 عبدالحق محدث دہلوی، شیخ : ۱۰، ۱۱، ۱۲  
 عبداللہ حاجی، ۵۷، ۵۸، ۹۰، ۹۱  
 عبداللہ تستر می، شیخ : ۴۴، ۱۱۱، ۱۱۲  
 عبداللطیف، سید : ۱۲  
 عبداللطیف، خواجہ : ۷۸، ۱۱۶  
 عبدالحکیم دہلوی : ۱۲  
 عبدالرشید : ۴۴  
 عبدالغفور، مولانا : ۲۰  
 عثمان رضا، حضرت : ۶۱، ۱۰۷  
 عصمت مآ : ۳، ۱۱۰  
 عطار : ۱۳۸، ۴۰  
 علی رضا، حضرت : ۳۶، ۳۷  
 علی بن حسین واعظ کاشفی : ۳۱  
 عمر شہ، حضرت : ۳۴

حسین، مآ : ۷۳، ۱۱۰  
 خضر، حضرت : ۳۴  
 خدا، حضرت : ۲۹  
 خدیجہ، حضرت : ۳۴  
 خسرو، خواجہ : ۳۷  
 خیر الدین : ابوالمعالی شاہ  
 داراشکوہ : ۲۳

داؤد کرمانی، سید : ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۲۲، ۲۳، ۲۹  
 رابعہ : ۳۶  
 رحمت اللہ سید : ۱۱، ۱۳  
 رودکی : ۲۷  
 رومی : ۲۹  
 سعد اللہ، سید : ۱۳

سعدی : ۲۷، ۲۸، ۵۷، ۵۸، ۹۰، ۱۴۱، ۱۴۲  
 سلطان مثنوی : ۳۷  
 سلمیٰ بیگم : ۲۷  
 سنائی : ۲۶  
 سہل : ۴۰  
 سید محمد : ۴۴  
 سیمی : ۳۶  
 شبلی : ۳۶، ۴۰  
 شیش، حضرت : ۲۰  
 صفی الدین آدم : ۱۲  
 صہیب : ۳۲

ظہور الدین احمد، ڈاکٹر : ۸، ۹، ۷۹  
 عائشہ صدیقہ، حضرت : ۳۳، ۳۴، ۳۵



محمد مبارک، سید شیخ : ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۲۱

۵۲

محمد صادق

محمد مارون، سید : ۱۳

محمد عزتی : ۱۱

محمد رشید : ۱۳

محمود : ۱۰، ۴۳

مستی، دیکھیں ابوالمعالی، شاہ

معاویہ، حضرت : ۳۸، ۳۷

منصور عباسی، خلیفہ : ۳۸

منصور حلاج : ۳۶

موسیٰ پاک شہید : ۱۸

میاں میر : ۲۳

میر بخشی : ۳۶

میر ظلی : ۳۶

نجم الدین : ۳۶

نظام الدین، شیخ : ۴۰

نظام الدین، ملا، کاتب : ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴

۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

نظامی : ۳۷

نعمت اللہ، ملا : ۲۳، ۲۴

نہانی زندگی : ۳۷

نیازی بخاری، ملا : ۳۶

یوسف، حضرت : ۳۲

عمر شیخ : ۲۰

غزبتی : دیکھیں ابوالمعالی، شاہ

غلام سرور، مؤلف حلیۃ الاولیاء : ۱۱، ۱۴

فاطمہ : ۱۳

فتح اللہ، سید : ۱۱، ۱۲، ۱۳

فردوسی : ۳۷

فیضی، ملک الشعراء : ۱۴، ۲۰، ۲۱

فیض اللہ باقی، میر : ۱۱، ۱۲، ۱۳

قائدہ بن نعمان : ۳۳

کاظم علی : ۱۲، ۱۳

کاہی : ۳۶

کریم الدین : ۴۴، ۱۱۱

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ، رسول اکرم،

رحمۃ للعالمین : ۲۵، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳

۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۶۰، ۶۲

۶۳، ۶۹، ۷۱، ۷۶، ۸۳، ۸۵، ۹۲، ۹۸، ۱۰۴

۱۰۷، ۱۱۴

محمد باقر، سید : ۷۴، ۱۵، ۲۹، ۵۱، ۵۲، ۷۷

۸۲، ۸۳، ۱۱۶

محمد صالح، سید : ۷۸، ۱۱۶

محمد امین، درویش : ۷۳، ۱۱۰

محمد عارف : ۵۱، ۸۱

محمد کاشف : ۵۱، ۸۲

محمد شہید، مغربی : ۴۰





# کتاب تصوف

- مثنوی معنوی (فارسی متن اردو ترجمہ) مولانا رومی - ۱۶۰/-
- تلمیحین (انگریزی ترجمہ) کافی محمد سلیمان پوری - ۱۵۰/-
- کشف المحجوب (فارسی متن اردو ترجمہ) شیخ علی ہجویری - ۳۵/-
- کشف المحجوب (اردو ترجمہ) سید محمد - ۳۰/-
- کشف المحجوب (انگریزی ترجمہ) لاہور - ۴۵/-
- تعویذ - امام ابوبکر بن ابی سحاق کلاباذی - ۱۸/-
- فتوح الغیب - شیخ عبدالقادر جیلانی - ۱۸/-
- آداب المریدین - شیخ ضیاء الدین مہدی - ۲۰/-
- انقاس المعارفین - شاہ ولی اللہ دہلوی - ۲۳/-
- مناقب المحجوبین - نجم الدین سیبانی - ۱۸/-
- مراتب العاقلین - خواجہ شمس الدین سیالوی - ۱۸/-
- صدیق الدان - خواجہ عبداللہ انصاری - ۱۸/-
- شامل رسول شاہ سید - شیخ یوسف بنانی - ۱۸/-
- حلیۃ الاولیاء - مفتی غلام دہلوی - ۲۳/-
- گلزار ابرار - محمد غوثی ماہروی - ۳۴/-
- مکتوبات - خواجہ محمد معصوم سرہندی - ۲۱/-
- تصوف اسلام - عبدالماجد دیابادی - ۱۸/-
- دعوت ارواح - محمد ارشد قادری - ۲۳/-
- لوح متن انگریزی ترجمہ مولانا محمد رفیع جانی - ۳۰/-
- لوح جانی (اردو ترجمہ) سید فیضی - ۱۵/-
- جبر و قدر - شیخ عبدالکافی دہلوی - ۳۰/-
- الاواراد - اشاعتیہ مکتبہ قادیان - ۲۵/-
- اقبال امرا ابن علاج - ذاکر محمد سید یحییٰ - ۴/۵۰
- ابدالیہ - حضرت یعقوب چرخی - ۵/-
- طوالت - انگریزی ترجمہ - حسین بن محمد سلطان - ۲۵/-
- سیر الاولیاء - متن فارسی - سید محمد - ۲۵/-
- سلطان الہند خواجہ شمس الدین محمد - ۳۵/-
- گلشن راز - متن انگریزی ترجمہ - محمد شہبازی - ۱۸/-
- کلیات - انتخاب - مرزا عبدالعزیز - ۴۰/-
- ادواق غم - ابوالحسن سید محمد احمد قادری - ۵۴/-
- بابا فرید الدین گنج شکر - انگریزی ترجمہ - جعفر قاسمی - ۲۶/-
- بابا فرید الدین گنج شکر - جعفر قاسمی - ۹/-
- بیماری ادراک روحانی علاج - ذاکر محمد الدین - ۹/-
- ہشت محفل - حضرت شاہ ابوالحسن - ۲۳/-
- خطبات مدراس - انگریزی ترجمہ - سلیمان موی - ۱۵/-
- ۲۳۹ - ۲۳۹ - ۲۳۹

نہش

اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۳۹ سمن آباد لاہور

واحد قسم کار

المعارف گنج بخش روڈ لاہور

Mohd Amin

کتاب



